امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف، پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 61/71 | مورخہ ۲۳ر ذیقعدہ ۱۴۴۲ھ مطابق ۵رجولائی ۲۰۲۱ء روز سوموار | شمارہ نمبر 27

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل۔ یادوں کے چراغ
■ حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ
■ حکایات اہل دل
■ عشرہ ذی الحجہ فضائل وخصوصیات
■ مثبت سوچ رکھئے۔ مسلمان اور تعلیم
■ اردو زبان وادب کا تاریخی پس منظر
■ اخبار جہاں، تعلیم وروزگار
■ طب وصحت، ہفتہ رفتہ، ملی سرگرمیاں

امارت شرعیہ کا ماضی تابناک، حال شاندار اور مستقبل روشن ہے: نائب امیر شریعت

امارت شرعیہ کے قیام کے سو سال مکمل ہونے پر منعقد اجلاس سے نائب امیر شریعت سمیت متعدد علماء کرام کا خطاب

رپورٹ : محمد عادل فریدی

۲۶رجون ۲۰۲۱ء کو امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے قیام کے سو سال مکمل ہونے پر ایک خصوصی اجلاس امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی کی صدارت میں منعقد ہوا، جس میں ذمہ داران امارت شرعیہ وکارکنان نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ اس اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے حضرت نائب امیر شریعت نے اپنی صدارتی تقریر میں فرمایا کہ امارت شرعیہ ایک الہامی ادارہ ہے، اور اس سے وابستہ سارے ذمہ داران وکارکنان بھی موفق من اللہ ہیں، ہم سب کو اللہ کی اس نعمت پر شکر بجالانا چاہیے اور اخلاص وللّٰہیت کے جذبے کے ساتھ اس ادارہ کی ترقی واستحکام میں اسی عزم وحوصلہ اور توانائی کے ساتھ لگے رہنا چاہئے، حضرت نائب امیر شریعت نے قیام امارت کے اسباب ومحرکات پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ مغلیہ سلطنت کے زوال کے بعد ہمارے اکابر نے یہ محسوس کرلیا تھا کہ یہ ملک ناعاقبت اندیش حکمرانوں کے قبضہ تسلط میں چلا جائے گا، تو بزرگوں نے مختلف محاذ پر کام کرنا شروع کیا، ایک طرف وہ تحریک آزادی میں فعال اور سرگرم مجاہد کی حیثیت سے سامنے آئے اور دوسری طرف مسلمانوں کو ایک مرکز سے وابستہ رکھنے کے لئے امارت شرعیہ کے قیام کی جدوجہد شروع کی، چنانچہ حضرت مولانا ابو المحاسن محمد سجاد رحمۃ اللہ علیہ کی سعی پیہم سے ۲۶رجون ۱۹۲۱ء میں امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کی بنا پڑی، اس کے بعد یہ ادارہ مخلص قائدین اور امراء کے ذریعہ ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہوتا رہا، ان بزرگوں کے اخلاص وللّٰہیت کا ہی ثمرہ ہے کہ آج یہ ادارہ پھلتا پھولتا جارہا ہے، انشاء اللہ جس طرح اس کا ماضی روشن اور تابناک رہا ہے، مستقبل بھی روشن اور تابناک رہے گا۔ ہم سب کو روشن مستقبل کے عزائم کے ساتھ آگے بڑھنا ہے، اور اس ادارہ کی ترقی واستحکام کے لئے کوشش کرنی ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ امیر شریعت سابع مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عمر کی آخری منزل میں مکاتب دینیہ کے نظام کو گاؤں گاؤں قائم کرنے اور ہر ضلع میں سی بی ایس ای طرز کا اسکول بنانے پر خاص توجہ دی تھی، ہم سب کی ذمہ داری ہے، اس مشن کو مستحکم اور مضبوط انداز میں لیکر چلیں، کورونا وائرس نے اسپتال کی اہمیت وضرورت کو مزید دوچند کردیا ہے، اس کے لئے بھی ہم سب کو فکر مند ہونا ہے۔ اس موقع پر حضرت نائب امیر شریعت نے اس عزم کا اظہار کیا کہ امارت شرعیہ کے سو سالہ معیاد کے مکمل ہونے پر یہاں کے ہر شعبہ کی کارکردگی کو اجاگر کرنے کے لئے صد سالہ سیمینار منعقد کیا جائے اور ملک کے لوگوں کو امارت شرعیہ کی خدمات سے واقف کرایا جائے۔ انہوں نے فرمایا کہ امارت شرعیہ کے اکابر اور امراء شریعت ایسے تھے جن کی ایک نگاہ فراست نے لاکھوں انسانوں کی زندگیاں بدل دیں، ان اسلاف اور اکابر کی قربانیوں سے پوری ملت کو واقف کرانا ضروری ہے، اس لیے امارت شرعیہ کی تاریخ جو صرف ۱۹۷۴ء تک کی مرتب ہے، اس کا جدید ایڈیشن اضافہ کے ساتھ شائع کیا جائے گا، حضرت نے یہ بھی فرمایا کہ مستقبل قریب میں ملک کے نامور علماء ومشائخ اور مختلف مکاتب فکر کے علماء ودانشور کے تاثرات بھی حاصل کئے جائیں اور انہیں عام کیا جائے۔ قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے کہا کہ آج ہم روشن تاریخ سے روشن مستقبل کی راہیں ہموار کرنے کے لیے بیٹھے ہیں، آج بھی امارت شرعیہ بزرگوں کی امانت کو بڑی مضبوطی کے ساتھ سنبھال کر رکھے ہوئے ہے۔ امارت شرعیہ کو کبھی افراد کار کی کمی نہیں رہی، قیام کے وقت سے آج تک ایسے امیر ہوئے جو پورے ملک میں مستند ومعتبر تھے، جو عالم باعمل تھے، صاحب دل، صاحب فکر، صاحب بصیرت اور دور اندیش تھے، ان شاء اللہ مستقبل میں بھی امارت شرعیہ کو ایسا امیر ملے گا جو اس ادارے کی شان کے مطابق ہوگا۔ انہوں نے کارکنان کو متوجہ کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے بزرگوں نے ہمارے ذمہ جو کام دیا ہے، اس کو ایمانداری کے ساتھ انجام دینا ہے، ساتھ ہی اللہ سے امارت شرعیہ کی ترقی واستحکام کے لیے دعا بھی کریں اور اپنے اکابر کی فکر کو لے کر آگے بڑھیں۔ امارت شرعیہ کے صدر مفتی مولانا مفتی سہیل احمد قاسمی نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہم سب کو امارت شرعیہ جیسے عظیم ترین ادارہ میں خدمت کا موقع دیا، آج امارت شرعیہ جس مقام پر ہے، اس میں اس کے اکابر کا خلوص، محنت ومشقت اور جذبہ شامل ہے، ہمیں بھی اسی جذبے اور عزم وحوصلے کے ساتھ عظیم مقصد اور بلند منصوبے کے ساتھ آگے بڑھنا ہے۔ مفتی محمد سعید الرحمٰن قاسمی مفتی امارت شرعیہ نے کہا کہ بانی امارت شرعیہ مولانا ابو المحاسن محمد سجادؒ نے بڑے اخلاص کے ساتھ اس شجر طوبیٰ کو لگایا ہے، تمام امراء شریعت کے اخلاص اور جہد مسلسل کی وجہ سے آج امارت شرعیہ پورے ملک کے مسلمانوں کی آبرو اور ان کے ملی وجود کی روشن علامت بن چکی ہے، آج اس کے قیام کو سو سال ہو چکے ہیں، آج کی تاریخ ہمارے لیے جہاں یوم شکر ہے، وہیں یوم احتساب اور یوم عہد بھی ہے۔ قاضی شریعت مرکزی دار القضاء مولانا محمد انظار عالم قاسمی صاحب نے کہا کہ امارت شرعیہ کے جتنے اکابر گذرے ہیں، ان کا اخلاص، جذبہ خدمت اور فکر ایسی اعلیٰ تھی کہ انہوں نے ہمیشہ اپنے آپ کو خادم سمجھا، ہم بھی خدمت کا جذبہ اپنے اندر پیدا کریں، اپنے آپ کو خادم سمجھیں، محض ملازم نہ سمجھیں، نئی صدی میں ہم لوگ اسی خدمت کے جذبے، اخلاص اور اتحاد کے ساتھ کام کریں۔ مولانا سہیل احمد ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ نے کہا کہ امارت شرعیہ عام جماعتوں اور تنظیموں کی طرح نہیں ہے کہ مقتضاء حال کے مطابق اس کے اغراض ومقاصد بدل جائیں، بلکہ یہ اسلامی نظام ہے جس کی اساس اور بنیاد کتاب اللہ اور سنت رسول اللہؐ ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس سو سالہ مدت میں جتنی مختلف الجہات ملی خدمات اس ادارہ نے انجام دیں وہ کسی اور کے حصہ میں نہیں آئی۔ انہوں نے کارکنوں سے کہا کہ امارت شرعیہ کی خدمات کا مطالعہ کریں، یہ ایک الہامی ادارہ ہے اور اس کی خدمت دین کی خدمت ہے، کسی بھی ادارہ کی ترقی واستحکام کے لیے اس کے کارکنان کا متحد الفکر اور متحد العمل ہونا بہت ضروری ہے، انہوں نے سوشل میڈیا پر گردش کررہی تحریروں کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ کچھ ناسمجھ لوگ امارت شرعیہ کو بدنام کرنے اور اس کی خدمات کو نیچا دکھانے کی کوشش کررہے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے، ان تحریروں سے امارت شرعیہ کی روشنی ماند نہیں پڑ سکتی۔ مولانا مفتی محمد سہراب ندوی نائب ناظم جنہوں نے اس اجلاس کی نظامت بھی کی اپنی گفتگو میں کہا کہ امارت شرعیہ کا وجود اتنا مضبوط ہے کہ سو سالوں میں نہ صرف اس نے اپنے وجود کی حفاظت کی؛ بلکہ دسیوں تنظیموں کو وجود بخشا اور ملت کو مختلف محاذوں پر ایسی روشنی دی جس سے انہیں زندگی کے مختلف مراحل میں رہنمائی ملی، انہوں نے کہا کہ امارت شرعیہ ایسا چراغ ہے جس نے ہزاروں آندھیوں کے رخ کو موڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ ذروں سے آفتاب کا کام لے سکتا ہے، اس لیے مایوسیوں کو دل سے نکال کر نئے عزم، نئے حوصلے اور نئی توانائی کے ساتھ اگلی صدی میں داخل ہونے کا عہد کریں۔ مولانا رضوان احمد ندوی نائب مدیر نقیب نے کہا کہ امارت شرعیہ کے جتنے امراء شریعت گذرے، ان کے اندر اخلاص حد درجہ کا تھا، للّٰہیت کا جذبہ بہت زیادہ تھا، اپنے مقابلہ میں دوسروں کو ترجیح دیتے تھے، سمع وطاعت کا جذبہ ان کے اندر بدرجہ اتم تھا اور یہی جذبہ ان کے ماتحتوں کے اندر بھی تھا، انہوں نے کہا کہ اداروں کی ترقی کے لیے توافق، تعاون اور تشاور بہت ضروری ہے، اور امارت شرعیہ کے اندر یہ تینوں چیزیں موجود ہیں، یہی وجہ ہے کہ اس نے کامیابی کے ساتھ ایک صدی کا سفر پورا کرلیا اور ابھی بھی اس کا سفر اسی توانائی کے ساتھ جاری ہے، اور ان شاء اللہ جاری رہے گا۔ مولانا قمر انیس قاسمی معاون ناظم امارت شرعیہ نے کہا کہ مولانا سجادؒ نے اپنا سب کچھ قربان کرکے اس ادارہ کو قائم کیا ہے اور اپنے خون جگر سے اس باغ کو سینچا ہے، انہوں نے کہا کہ خانقاہ مجیبیہ اور خانقاہ رحمانی کے اکابر نے امارت شرعیہ کو آگے بڑھانے میں بڑی قربانیاں دی ہیں، انہوں نے کہا کہ امارت شرعیہ ہمارے ایمان وعقیدے کا حصہ ہے، اس کی بقاء اور تحفظ کے لیے جو بھی قربانی ہم سے طلب کی جائے گی ہم اخلاص عمل اور اتحاد فکر کے ساتھ ہر قربانی دینے کو تیار ہیں۔ امارت شرعیہ کے رکن شوریٰ جناب حاجی سلام الحق نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ امارت شرعیہ کی روشن تاریخ رہی ہے، اس کے سبھی امراء شریعت پر عوام کا اعتماد اور بھروسہ رہا ہے، ان شاء اللہ آئندہ بھی جو امیر شریعت منتخب ہوں گے، تینوں صوبوں کی عوام مکمل سمع وطاعت کے ساتھ ان کے قدم بہ قدم چلے گی اور امارت شرعیہ کی ترقی واستحکام کے لیے اپنا ہر طرح کا تعاون پیش کرے گی۔ اجلاس کا آغاز مولانا وسیم غازی صاحب معاون قاضی امارت شرعیہ کی تلاوت کلام پاک سے ہوا، مولانا مفتی مجیب الرحمٰن قاسمی بھاگل پوری اور مولانا شمیم اکرم رحمانی معاونین قاضی دار القضاء امارت شرعیہ نے بارگاہ رسالت میں نذرانہ عقیدت پیش کیا، آخر میں حضرت نائب امیر شریعت کی دعا پر اجلاس کا اختتام ہوا۔ اجلاس میں مولانا سہیل اختر قاسمی نائب قاضی شریعت امارت شرعیہ، جناب سمیع الحق صاحب نائب انچارج بیت المال، جناب ارشد رحمانی آفس سکریٹری امارت شرعیہ، مولانا مفتی احتکام الحق قاسمی نائب مفتی امارت شرعیہ، مولانا احمد حسین قاسمی معاون ناظم امارت شرعیہ، مولانا محمد ابو الکلام شمسی معاون ناظم امارت شرعیہ، مولانا مطیع الرحمٰن شمسی، مولانا امام الدین قاسمی، مولانا راشد العزیری ندوی، مولانا منہاج عالم ندوی، مولانا امتیاز قاسمی، مولانا منت اللہ حیدری، مولانا اسعد اللہ قاسمی، مولانا شاہنواز مظاہری، مولانا بدر انیس قاسمی، مولانا عبد الباری راہی، مولانا مرسل صاحب، مولانا عبد الماجد رحمانی قاسمی، جناب عارف اقبال صاحب صحافی ای ٹی وی بھارت ارریہ کے علاوہ کارکنان امارت شرعیہ کی بڑی تعداد موجود تھی۔

Scanned with CamScanner

اللہ کی باتیں —— رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

انسانی زندگی کی بنیادی ضروریات

اللہ ہی وہ ذات ہے، جس نے تمہارے لئے زمین کو ٹھہرنے کی جگہ اور آسمان کو چھت بنادیا، تمہاری صورت بنائی اور تمہیں اچھی صورت عطا فرمائی، ساتھ ہی تم کو پاکیزہ رزق سے نوازا، یہ ہے اللہ کی ذات جو تمہارا پروردگار ہے، بڑی بابرکت ہے اللہ کی ذات جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ (سورۂ مومن :٦٤)

وضاحت:۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بے شمار نعمتوں سے نوازا، جس کا تقاضا ہے کہ بندہ اس پر اللہ کا شکر بجالائے اور اسی کے حضور سجدہ ریز رہے، اپنی حاجتوں میں اسی کو پکارے اور اسی سے التجا کرے، چنانچہ مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان نعمتوں کو شمار کر کے اپنے بندوں کو دعوت فکر دی، تا کہ وہ اپنے خالق کو پہچانے اور اس کی بندگی اختیار کرے، اسی دعوت فکر کے لئے چار اہم انعامات واحسانات کا ذکر فرمایا، اول یہ کہ زمین کو تمہارے لئے مستقر اور مسکن بنایا جس پر انسان چلتا پھرتا ہے اور اپنی ضروریات زندگی پوری کرتا ہے، رہنے کے لئے گھر بناتا ہے اور زمین کی پیداوار سے رزق حاصل کرتا ہے، اس طرح زمین ساری نعمتوں کے کبھی نہ ختم ہونے والے خزانے اپنے اندر لئے ہوئے ہے، دوم انعام یہ فرمایا کہ آسمان کو بطور چھت عمارت بنایا جو نہ کبھی پھٹتا ہے اور نہ اس کا کوئی حصہ ٹوٹ کر انسانوں کے سروں پر گرتا ہے، یہ سب ہمارے لئے اس کی عظیم نعمتیں ہیں، تیسرا انعام یہ فرمایا کہ اللہ نے ہماری صورت گری عمدہ طریقے سے کی جسم کے مختلف اعضاء کے کام کرنے کے لحاظ سے بھی سب سے بہتر بنائی ہے، دوسرے جانوروں کو دیکھئے وہ کھڑے نہیں ہو سکتے ان کو اپنا منہ زمین پر رکھ کر کھانا پڑتا ہے، وہ اپنا ہاتھ اپنے پشت کی طرف نہیں لے جاسکتے، بہت سے جانور گردن موڑ کر پیچھے کی طرف دیکھ نہیں سکتے، دوسرے جانوروں کو انسان کی طرح زمین یا تخت یا سواری پر بیٹھنا میسر نہیں ہے، ان کی زبانوں سے آواز تو پیدا ہوتی ہے، لیکن الفاظ پیدا نہیں ہوتے، انسان کی آواز الفاظ کو شامل ہوتی ہے، دوسرے حیوانات کی آواز نغمگی سے محروم ہوتی ہے اور انسان کی آواز حسن کا جادو جگاتی ہے اس لئے انسان نہ صرف اپنی پرکشش صورت کی وجہ سے بلکہ اپنی مخصوص بناوٹ وسجاوٹ کے اعتبار سے بھی اللہ کی تمام مخلوقات میں شاہکار کا درجہ رکھتا ہے اور چوتھا انعام یہ ذکر فرمایا کہ اللہ نے پاکیزہ اور لذیذ غذائیں عطا فرمائیں، جس کا ہمیں کما حقہ استحضار اور دھیان نہیں رہتا، اگر ہم اللہ کی ان نعمتوں پر غور وفکر کریں تو اس سے اللہ کی معرفت نصیب ہوگی اور دل میں اس کی محبت اور اس کی عبادت کا شوق پیدا ہوگا، اس لئے آگے فرمایا: ''ذالکم اللہ ربکم فتبارک اللہ رب العالمین'' کہ ان انعامات واحسانات کا دھیان کر کے تمہیں اس نتیجہ پر پہونچ جانا چاہئے کہ یہی اللہ جس کے یہ انعامات ہیں، ہمارا رب ہے، بڑی برکتوں والا ہے وہ رب العالمین ہے سب کا خالق وپروردگار ہے۔

حج کے فوائد ومنافع

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حج اور عمرہ کرتے رہا کرو، کیونکہ یہ دونوں تنگدستی اور گناہوں کو اسی طرح دور کرتے ہیں جیسے لوہار یا سونار کی بھٹی لوہے اور سونے کے میل کچیل کو دور کردیتی ہے اور حج مبرور کی جزا تو سوائے جنت کے اور کچھ ہے ہی نہیں۔ (ترمذی شریف)

مطلب:۔ ہر مسلمان کو اللہ کی ذات وصفات اور اس کے کمالات سے سچی محبت ہوتی ہے اور اسی محبت کے نتیجہ میں وہ اس کے احکام کی بجا آوری میں لگا رہتا ہے، عشق الٰہی کے اس جذبہ کی تسکین کے لئے دن میں پانچ مرتبہ اپنی جبین نیاز کو اس کے سامنے رکھتا ہے اور اپنی عبدیت وبندگی کا اظہار کرتا ہے، پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ محبت الٰہی کی کشش میں وہ اپنے سارے مشاغل کو چھوڑ کر محبوب کے گھر کی دیدار کے لئے کعبۃ اللہ کا سفر کرتا ہے، وہاں روتا گڑگڑاتا اور معافی کا طلب گار ہوتا ہے، پھر اللہ کی طرف سے رحمت کا ایک جھونکا چلتا ہے جس سے اس کے دل کے داغ دھبے مٹنے لگتے ہیں، طبرانی کی روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو خانہ کعبہ میں داخل ہوا وہ ایک نیکی میں داخل ہوا اور بخشا بخشایا برائی سے نکل آیا، کیونکہ ایک حدیث میں یہ بھی فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے گھر کا حج کرنے والوں پر روزانہ ایک سو بیس رحمتیں نازل کرتا ہے، ان میں سے ساٹھ طواف کرنے والوں کے لئے اور چالیس نماز پڑھنے والوں کے لئے اور بیس کعبہ اللہ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے والوں کے لئے، کیونکہ کعبۃ اللہ کو چونکہ خدا کا گھر ہونے کی حیثیت سے دیکھا جاتا ہے، اس لئے اسے دیکھنا گویا خدا ہی کی تجلیات کا مشاہدہ کرنا ہے، یہی ہے مقام عبدیت اور قرب الٰہی کا نقطہ کمال ہے جس کے ذریعہ حجاج کرام کی مغفرت ہوتی ہے اور ان کی باطنی گندگیاں دور ہوتی ہیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے لوگ اللہ کے مہمان ہیں، یہ اگر دعا کرتے ہیں تو اللہ قبول فرماتا ہے اور اگر اپنے گناہوں کی مغفرت چاہتے ہیں تو ان کی مغفرت فرمادیتا ہے اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس سے تنگ دستی دور ہوتی ہے، اس لئے جب حج فرض ہوجائے تو جلد سے جلد ادا کرلینا چاہئے، یہ بڑی غلطی ہے کہ آدمی دنیا کے تمام بکھروں سے فارغ ہونے کا انتظار کرتا رہے، کبھی بچے بچیوں کی شادی کا بہانہ اور کبھی زمین ومکان کی تعمیر کا حیلہ تلاش کر کے اس فریضہ کو ٹالتا رہے، کس کو معلوم کہ کل کیا حالات پیدا ہوں گے، صحت وتوانائی باقی رہے گی یا جسمانی عوارض میں مبتلا ہوجائے گا، بہت سے لوگ بڑھاپے کا انتظار کرتے ہیں، یہ تصور وخیال بھی صحیح نہیں ہے، زندگی رہے گی یا نہیں، اس لئے حج فرض ہوتے ہی ادا کرلینا مومنانہ شان کی علامت ہے، جوانی میں ارکان حج پورے آداب وسنن کے ساتھ انجام پاتے ہیں، بڑھاپے میں قویٰ کمزور پڑ جاتے ہیں، جس سے ارکان کی ادائیگی میں دشواری لاحق ہوتی ہے، اس لئے وقت پر ادا کرلینا چاہئے، کچھ لوگ افلاس وتنگدستی کے خوف سے حج جیسے مبارک سفر سے محروم رہ جاتے ہیں حالانکہ اللہ کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وعدہ ہے کہ جو مال دار اور صاحب ثروت حج وزیارت بیت اللہ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے مال میں برکت عطا فرماتے ہیں اور زندگی میں ترقی اور خوشحالی بخشتے ہیں جس کا عملی مشاہدہ حج کرنے والوں کو ہے کہ اللہ نے حج کی برکت سے انہیں، ترقیات سے نوازا، آپ بھی تجربہ کر کے دیکھئے، فائدہ ہوگا۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

میت کی طرف سے قربانی

س: میں ہر سال اپنے مرحومین کی جانب سے قربانی کیا کرتا ہوں، شرعاً اس کی اجازت ہے یا نہیں اور مرحومین کو اس کا ثواب پہونچے گا یا نہیں، گوشت کا کیا حکم ہے؟

ج: مسلم شریف کی روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مینڈھا اپنی طرف سے، اپنی آل کی طرف سے اور اپنی امت کی طرف سے قربانی کی: ''اخذ الكبش فاضجعه ثم ذبحه ثم قال: بسم الله اللّٰهم تقبل من محمّد وآل محمّد ومن امّة محمّد ثم ضحّى'' (صحيح مسلم: ۱۵٦/۲)

اور امت میں بہت سارے لوگ انتقال بھی کر چکے تھے، معلوم ہوا کہ مرحومین کی طرف سے قربانی درست ہے، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کی طرف سے قربانی کیا کرتے تھے:

''عن حنش قال رأيت عليا رضي الله عنه يضحي بكبشين فقلت له ماهذا فقال إنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم أوصاني أن أضحي عنه فأنا أضحي عنه'' (سنن ابی داؤد، ص: ۳۸۵، کتاب الضحايا)

اور اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ مالی عبادت میت کی طرف سے انجام دے کر اس کا ثواب میت کو پہونچایا جاسکتا ہے اور قربانی بھی ایک مالی عبادت ہے، لہذا میت کی جانب سے قربانی کرنا شرعاً جائز ہے، اس کا ثواب ان شاء اللہ میت کو پہونچے گا۔

پس صورت مسئولہ میں اگر آپ مالک نصاب ہیں اور اپنی طرف سے قربانی کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے مرحومین کی طرف سے بھی ایک دو حصہ قربانی کرتے ہیں تو شرعاً جائز ہے، ثواب میت کو ملے گا اور گوشت کے مالک آپ ہوں گے، آپ خود بھی کھا سکتے ہیں اور دوست واحباب کو بھی کھلا سکتے ہیں: ''من ضحى عن الميت ...... والاجر للميت والملک للذابح'' (رد المحتار: ۴۷۲/۹)

لیکن اگر آپ مالک نصاب ہونے کے باوجود ہر سال دوسروں کی جانب سے قربانی کرتے ہیں، اپنی طرف سے نہیں کرتے تو ایسی صورت میں وجوب آپ کے ذمہ باقی رہنے کی وجہ سے گنہگار ہوں گے۔فقط

قربانی کے جانوروں کی عمر

س: کس عمر کے جانور کی قربانی درست ہے، کیا دانتنا ضروری ہے؟

ج: قربانی کے جانوروں میں دانت کا اعتبار نہیں ہے، بلکہ عمر کا اعتبار ہے، چنانچہ اونٹ پانچ سال کا، گائے، بھینس وغیرہ دو سال کی، بھیڑ بکری وغیرہ ایک سال کی ہونا ضروری ہے، اس سے کم عمر والے جانور کی قربانی درست نہیں ہے، سوائے دنبہ کے کہ اگر وہ چھ ماہ کا اس قدر موٹا ہو کہ سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو اس کی قربانی درست ہے: ''ويجزى من ذالک كله الثنى فصاعدا الا الضان والثنى منها، ومن المعز ابن سنة ومن البقر ابن سنتين ومن الابل ابن خمس سنين ويدخل فى البقر الجاموس لانه من جنسه'' (الهدايه: ۴۴۹/۴) ۔

جانوروں کے کان یادم

س: قربانی کے جانوروں میں پیدائشی طور پر کان یادم نہ ہو یا کٹی ہو تو اس کی قربانی درست ہے یا نہیں؟

ج: جس جانور کے پیدائشی طور پر دم یا کان نہ ہو یا ہو مگر ایک تہائی یا اس سے زیادہ حصہ کٹا ہو تو اس کی قربانی درست نہیں ہے: ''قوله (التى لا اذن لها خلقة) قال فى البدائع: ولاتجوز مقطوعة احدى الاذنين بكمالها والتى لها اذن واحدة خلقة'' (رد المحتار: ۴٦۹/۹)

''قال: ولاتجزى مقطوعة الاذن والذنب...... ولا التى ذهب اكثر اذنها وذنبها وان بقى اكثر الاذن والذنب جاز'' (الهدايه: ۴۴۷/۴)

البتہ دم یا کان پیدائشی طور پر چھوٹے ہوں تو اس کی قربانی درست ہے: ''وتجزى السكاء وهى صغيرة الاذن'' (الفتاوى الهنديه: ۲۹۷/۵)

سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی

س: وہ جانور جس کی سینگ نہ ہو خواہ داغ دی گئی ہو یا ٹوٹ گئی تو اس کی قربانی درست ہے یا نہیں؟

ج: ایسے جانور کی قربانی درست ہے جس کو پیدائشی طور پر سینگ نہ ہو یا سینگ نکلنے کے بعد اس کو داغ دیا گیا ہو تا کہ بڑھے نہیں یا سینگ ہو لیکن ٹوٹ چکی ہو، البتہ اگر سینگ جڑ سے اکھڑ چکی ہو جس کا اثر مغز دماغ تک پہونچ گیا ہو اس کی قربانی درست نہیں ہے: ''(ويضحى بالجماء) هى التى لاقرن لها خلقة وكذا العظماء التى ذهب بعض قرنها بالكسر او غيره، فان بلغ الكسر الى المخ لم يجز'' (رد المحتار: ۴٦۷/۹)

لنگڑے جانور کی قربانی

س: ایک جانور لنگڑا کر چلتا ہے، اس کی قربانی درست ہے یا نہیں؟

ج: وہ جانور جو ایک پیر کا لنگڑا ہے لیکن چلنے میں اپنے لنگڑے پیر کو زمین پر ٹیک کر چلتا ہے تو اس کی قربانی درست ہے اور اگر صرف تین پیر کے سہارے چلتا ہے اور لنگڑے پیر کو زمین پر نہیں ٹیکتا تو اس کی قربانی درست نہیں ہے:

''قوله: (والعرجاء) اى التى لايمكنها المشى برجلها العرجاء انما تمشى بثلاث قوائم، حتى لو كانت تضع الرابعة على الارض وتستعين بها جاز'' (رد المحتار: ۴٦۸/۹)۔فقط

واللہ تعالیٰ اعلم

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار

نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 61/71 شمارہ نمبر 27 مورخہ ۲۳/ذیقعدہ ۱۴۴۲ھ مطابق ۵/جولائی ۲۰۲۱ء روز سوموار

قانونِ بغاوت

ہندوستانی قانون آئی پی سی کی دفعہ ۱۲۴/اے کے مطابق اگر کوئی شخص اپنی تقریر، تحریر، اشارے اور منظر کشی کے ذریعہ قانونی حکومت کے خلاف نفرت اور بے اطمینانی کی فضا پیدا کرتا ہے یا اس کی کوشش کرتا ہے تو اسے عمر قید یا تین سال قید اور جرمانے کی سزا دی جاسکتی ہے۔

یہ قانون ہندوستان میں برطانیہ سے برآمد کیا گیا ہے، برطانیہ میں ۱۲۷۵ء میں یہ قانون ''ویسٹ منسٹر قانون'' کی زد سے بادشاہ کو بچانے کی غرض سے لایا گیا تھا، پھر اس قانون پر نظر ثانی کا کام ۱۸۴۵ء میں ہوا اور اسے باقی رکھا گیا۔ ۱۸۷۰ء میں یہ قانون آئی پی سی میں جوڑا گیا، انگریز حکومت میں چوں کہ فرد کی آزادی کا تصور نہیں تھا، اس لیے دور غلامی میں یہ قانون آزادی کے متوالوں کے خلاف استعمال کیا جاتا رہا، اب جب کہ ہر پانچ سال کے بعد انتخاب ہو رہا ہے، اور حکومتیں الٹ پلٹ ہوتی رہتی ہیں، ایسے میں حکومت کے خلاف بولنا ملک سے غداری اور بغاوت کس طرح قرار دیا جاسکتا ہے، المیہ یہ ہے کہ برطانیہ میں ۲۰۰۹ء میں ہی اسے کالعدم قرار دے دیا گیا، لیکن ہندوستان میں یہ آج بھی برقرار ہے اور حکومت کے خلاف آواز اٹھانے والوں کو اس کے ذریعہ نہ صرف ڈرایا دھمکایا جارہا ہے؛ بلکہ اس کا استعمال کرکے حق کی آواز کو دبانے کی کوشش بھی کی جاتی رہی ہے، قانون دانوں کا خیال ہے کہ یہ پورے جمہوری نظام کے لیے ایک چیلنج ہے، اب عدالت عظمیٰ (سپریم کورٹ) نے بھی کہا ہے کہ اس قانون کی تشریح کا وقت آگیا ہے، اس قانون پر پہلے بھی اعتراضات کیے جاتے رہے ہیں، گاندھی جی نے کہا تھا کہ اس قسم کے کالے قانون کی طاقت سے سرکار کے تئیں محبت کا ماحول نہیں پیدا کیا جاسکتا، غلام ہندوستان میں ڈاکٹر شیاما پرساد مکھرجی، رام منوہر لوہیا بھی اس قانون کے خلاف تھے، ڈاکٹر راجندر پرشاد کی رائے تھی کہ باہری طور سے پابندیاں لگا کر حب الوطنی پیدا نہیں کی جاسکتی، اس لیے نئے ایوان کی تشکیل کے بعد اس قسم کے قانون کو رد کیا جانا چاہیے۔

ہر دور میں حکومت کی یہ خواہش رہی کہ حکومت کے خلاف اٹھنے والی آواز کو غداریٔ وطن اور بغات کا مترادف قرار دیا جائے، حالاں کہ یہ بالکل سامنے کی بات ہے کہ حکومت کے خلاف آواز اٹھانا اور ملک سے غداری دونوں الگ الگ چیزیں ہیں، لیکن قانونی کمیٹی (ودھی آیوگ) نے ۱۹۷۱ء میں اپنی تینتالیسویں رپورٹ میں حکومت اور وطن کی غداری کو ایک قرار دے دیا، اس نے اس قانون میں سرکار کے ساتھ، دستور، مقننہ اور عدلیہ کو شامل کرنے کی بے تکی سفارش کرڈالی، جس کی ضرورت اس لیے نہیں تھی کہ ان امور کی حفاظت کے لیے دستور اور آئی پی سی میں پہلے ہی سے الگ الگ دفعات موجود ہیں، ملک کی سالمیت، تحفظ کے ساتھ کھلواڑ کرنے ملک مخالف اور دہشت گردی سے نمٹنے کے لیے یو اے پی اے، مکوکا جیسے قانون پہلے ہی سے موجود ہیں، ایسے میں حکومت اور ملک سے غداری اور بغاوت کے فرق کو ختم کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ دونوں کو ایک ماننے کی حماقت دستور اور ملک دونوں کے ساتھ دھوکہ ہی کہا جائے گا، سرکار کے خلاف اور غداری وطن کے اس قانون کو ۱۹۵۱ء میں پہلی دستوری ترمیم کے موقع سے دفعہ (۲) ۱۹/ر کے ذریعہ مضبوط کیا گیا، ۱۹۷۴ء میں اندرا گاندھی کے دور حکومت میں حکومت کے خلاف اٹھنے والی آواز کو دبانے کے لیے اسے اور سخت بنایا گیا، حزب مخالف نے سرکار مخالف تحریک کو غداری اور بغاوت ملک ووطن سے جوڑ کر دیکھنے کی ہر دور میں مخالفت کی، چنانچہ ۲۰۱۱ء میں کمیونسٹ رکن پارلیمان ڈی راجہ نے ایک نجی بل اس کے خلاف پیش کیا؛ لیکن حکومت نے اس پر کوئی توجہ نہیں دی، بھاجپا سرکار آنے کے بعد خود کانگریس کا رخ بدلا، چنانچہ کانگریس کے رکن پارلیمان ششی تھرور نے ایک دوسرا بل پیش کیا، لیکن اس کا حشر وہی ہوا جو کانگریسی دور حکومت میں ڈی راجہ کے ذیعہ پیش کردہ بل کا ہوا تھا، بعد میں کانگریس نے اسے اپنا انتخابی مُدّا بنایا اور وعدہ کیا کہ ہماری حکومت آئے گی تو ہم اس قانون کو ختم کردیں گے، حکومت بھاجپا کی آگئی اور بھاجپا والے جنہوں نے اس قانون کے تحت اذیتیں جھیلی تھیں اپنا کرب بھول کر ملکی مفاد کے عنوان سے اسے باقی رکھنے کے اپنے ارادے کا اعلان کردیا، واقعہ یہ ہے کہ ہر دور میں حکومتوں نے اپنے تحفظ کے لیے اس قانون کی عصمت کو تار تار کیا ہے۔

۲۰۱۲ء میں کوڈن کولم میں ایٹمی تنصیبات کی مخالفت کرنے والوں پر اجتماعی طور پر اس قانون کے سہارے ایف آئی آر درج کیا گیا، نو سو لوگ اس کی زد میں آئے، ۲۰۱۷ء میں پتھل گڑی تحریک جھارکھنڈ سے جڑے دس ہزار لوگوں کو اس قانون کے سہارے مقدمہ سے گذرنا پڑا، تحریک کاروں میں ارون دھتی رائے، وینا یک سین، ہاردک پٹیل، دشا روی، سدھا بھاردواج، کنہیا کمار، عمر خالد، عائشہ سلطانہ کے ساتھ ذرائع ابلاغ کے کئی لوگ اس قانون کی گرفت میں آئے جن میں اسیم ترویدی منال پانڈے، راجدیپ سرڈیسائی، ونود دا کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

یہ صورت حال اس وقت ہے، جب ۱۹۶۲ء میں ہی سپریم کورٹ نے اس قانون کے غلط استعمال پر روک لگانے کے لیے کئی ہدایات دی تھیں، ضرورت ہے کہ ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ نے مختلف مقدمات میں جو تبصرے کیے ہیں اور ہدایات دی ہیں، اس کی روشنی میں اس قانون کو رد کردیا جائے؛ تاکہ ملک میں جمہوریت باقی رہ سکے۔

ایران کے نئے صدر

اس وقت پوری دنیا میں دو ہی ملک ایسا ہے، جس سے مغرب خوف کھاتا ہے، ایک ترکی، دوسرا ایران، ترکی کے مرد دانا طیب اردوگان نے یورپین ممالک کی تنظیم میں اپنا دبدبہ قائم کررکھا ہے اور دو ایک سال میں جب سقوط خلافت کے وقت کمال اتاترک کے ذریعہ ترکی کو بے بس کرنے کے معاہدہ کی سو سالہ مدت ختم ہوگی تو ترکی نئے عزم وحوصلہ کے ساتھ آگے بڑھے گا، رہ گیا ایران تو وہ بڑی پابندیوں کے باوجود امریکہ اور مغربی ممالک کو آنکھ دکھا تا رہا ہے، ایران ایسا ملک ہے جہاں ۱۹۷۹ء میں رضا شاہ پہلوی کے تختہ پلٹ کے بعد سے مسلسل صدر کے عہدہ کے لئے انتخاب ہوتا ہے، حسن روحانی کی مدت صدارت ختم ہونے کو ہے اور وہ دو میقات تک صدر رہ چکے ہیں، اس لیے آئندہ صدارتی انتخاب میں ابراہیم رئیسی (ولادت ۱۴/دسمبر ۱۹۶۰) نے بھاری اکثریت سے کامیابی حاصل کی ہے، ان کو ایران کے رہبر معظم آیت اللہ سید علی خامنہ ای کی حمایت حاصل تھی، وہ رہبر معظم کے انتہائی قریب سمجھے جاتے ہیں۔

ابھراہیم رئیسی ایران میں قانونی اداروں کی سربراہی کرچکے ہیں، انہوں نے اٹارنی جنرل، ڈپٹی چیف جسٹس، ایران کے چیف جسٹس اور تہران کے پراسیکیوٹر کے طور پر کامیاب خدمت کے اپنے نقوش چھوڑے ہیں۔

مغربی استعماریت کے بارے میں ان کا ذہن صاف ہے اور ان کی پالیسی میں مشرق وسطیٰ کے ساتھ پر امن تعلقات کو ترجیحی حیثیت حاصل ہے، اسرائیل کے بارے میں بھی ان کا موقف واضح ہے، وہ پورے حقوق کے ساتھ فلسطینی حکومت کے قیام پر زور دیتے رہے ہیں، وہ عورت ومرد کے اختلاط اور مغرب کی اخلاق باختہ ثقافت کو سخت ناپسند کرتے ہیں، انہیں اسلامی تہذیب وثقافت کے مطابق زندگی گذارنا پسند ہے، اور وہ ملک کو بھی اس سمت میں لے جانا چاہتے ہیں۔

ابراہیم رئیسی کے یہ احساس وخیالات مغربی ممالک کو پسند نہیں، اس لیے مغربی میڈیا انہیں شدت پسند ثابت کرنے میں لگا ہوا ہے، حالاں کہ بات صرف اتنی ہے کہ ہر ملک اپنی تہذیب وثقافت اور اپنے اقتدار کی حفاظت چاہتا ہے، ملک کا مفاد اسے عزیز ہوتا ہے، ابراہیم رئیسی کی سوچ کا مرکز ومحور بھی یہی ہے، اب اسے کوئی شدت پسند کہے یا دہشت پسند۔ ابراہیم رئیسی سے یہ بھی توقع کی جارہی ہے کہ وہ اپنے ملک کے مفاد کے تحفظ کے ساتھ شیعہ سنی تعلقات میں بہتری کے لیے کام کریں گے اور حوثی باغیوں پر لگام کسیں گے؛ تاکہ سعودی عرب کے ساتھ بہتر تعلقات کی راہ ہموار ہوسکے۔

ٹوئٹر کی من مانی

ٹوئٹر اس وقت سوشل میڈیا میں سب سے اہم ذریعہ ابلاغ سمجھا جاتا ہے، ۲۰۰۶ء میں اس نے کام شروع کیا تھا اور اب پوری دنیا میں اس کو استعمال کرنے والے انیس کروڑ سے زیادہ ہیں، سیاست داں اس کا زیادہ استعمال کرتے ہیں، اس کے ہیش ٹیگ سے پوری دنیا کی توجہ کسی خاص مسئلہ پر مبذول کرائی جاسکتی ہے، ظاہر ہے اپنی اس قوت وطاقت کا ٹوئٹر کے مالک کو احساس ہے، اس لیے وہ مرکزی حکومت کی طرف سے جاری احکام وہدایات کی ان دیکھی کرتا رہتا ہے، حکومت بند کرنے کی دھمکی دیتی ہے تو وہ من مانی کر گذرتا ہے، اس کا یہ رویہ صرف ہندوستان کے ساتھ ہی نہیں، دنیا کے دوسرے ممالک کے ساتھ بھی ہے، وہ اس وقت آئی ٹی میں پوری دنیا کا دادا بنا بیٹھا ہے، وہ کسی کے بھی ٹوئٹر اکاؤنٹ کو بلاک کردیتا ہے، اس نے امریکہ کے سابق صدر ڈونالڈ ٹرمپ کو ہمیشہ کے لیے بلاک کردیا، نائجریا کے صدر محمد بخاری کے ایک ٹوئیٹ کو ہٹا دیا، ابھی حال ہی میں اس نے وزیر اطلاعات روی شنکر پرساد اور آئی ٹی پارلیمانی کمیٹی کے سربراہ ششی تھرور کے اکاؤنٹ کو ایک گھنٹے کے لیے بلاک کردیا، جواب طلب کیا گیا تو بتایا کہ امریکی قانون ڈیجیٹل ملنیم کاپی رائٹ کی خلاف ورزی کی وجہ سے یہ قدم اٹھانا پڑا، ایک بار اس نے نائب صدر جمہوریہ ایم وینکیا نائیڈو اور آر اس اس کے لیڈر سے بلیوٹک ہٹا دیا تھا، اور عذر کیا کہ بہت دن سے ''یہ لاگ ان'' نہیں تھا۔ ابھی تازہ تماشہ اس نے یہ کیا ہے کہ ہندوستان کے نقشے سے لداخ اور جموں کشمیر کو نکال دیا ہے، جس سے عالمی تاثر یہ دینا ہے کہ یہ دونوں علاقے آزاد مملکت کا درجہ رکھتے ہیں، ٹوئٹر کی من مانی اور حکومت سے اس کا ٹکراؤ فروری سے ہی جاری ہے، حکومت اس پر لگام لگانے میں اب تک ناکام ہے، یہ اچھی علامت نہیں ہے، امریکی قانون اور اپنی پالیسی کا حوالہ دے کر ٹوئیٹر کا من مانی کرنا حکومت کے لیے انتہائی شرم ناک ہے، کیوں کہ اس سے عوام میں یہ پیغام جاتا ہے کہ حکومت کمزور ہے، اس لیے غیر ملکی کمپنی اس کی بات نہیں سنتی۔

وی آئی پی سڑک جام

ہمارے یہاں ہندوستان میں جب کوئی وی آئی پی سڑک کے راستے سفر کرتا ہے، تو عام راہ گیروں پر قیامت آجاتی ہے، سڑکیں آدھے اور کبھی کبھی ایک گھنٹے قبل ہی پولیس والے اپنے آقا کی خوش نودی کے حصول اور قانونی انتظام کو چست ودرست دکھانے کے لئے بند کردیتے ہیں، قافلہ میں جو گاڑیاں ہوتی ہیں، وہ بھی مقرر کردہ رفتار سے اس قدر تیز ہوتی ہیں کہ حادثہ کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔

ابھی حال ہی میں صدر جمہوریہ رام ناتھ کووند نے کان پور کا سفر کیا تھا، ان کی آمد سے پہلے ہی سارے راستے مسدود کر دیے گئے تھے، انڈین انڈسٹریز کانپور خواتین ونگ کی صدر وندنا مشرا بیمار تھیں، اور اسپتال جارہی تھیں کہ ان کی گاڑی روک دی گئی، چنانچہ وہ ریزنسی اسپتال نہیں پہونچ سکیں اور راستے میں ہی دم توڑ دیا، ان کے شوہر کا پولس کے سامنے گڑ گڑانا کام نہ آیا اور بند سڑک نے روح کو جسم سے باہر کردیا، افسوس سب کو ہوا، صدر جمہوریہ سے لیکر پولیس کمشنر تک نے معذرت کی اور اظہار افسوس کیا، لیکن وہ جو کہا جاتا ہے کہ تیر کمان سے، بات زبان سے اور جان جسم سے نکلنے کے بعد واپس نہیں آتی، وندنا مشرا بھی واپس نہیں ہوگی، ایک بھرا پُرا خاندان اس سڑک جام کی وجہ سے اجڑ گیا، خبر ہے کہ داروغہ سمیت تین اہل کاروں کو معطل کردیا گیا ہے، لیکن اس کا حاصل کیا ہے، جب چڑیا چگ گئی کھیت، ان اہل کاروں کا قصور کیا ہے، جس کی وجہ سے اسے معطل کیا گیا ہے، وہ سسٹم اور نظام کا پابند ہے اور سسٹم یہی ہے کہ وی آئی پی کی سواری گذرنے سے قبل راستے بند کردیے جائیں، سو اس نے اس نظام کی پابندی کی۔ اسی دن صدر جمہوریہ کے سیکوریٹی دستے کی تیز رفتار گاڑی سے ایک بچے کی بھی موت ہوگئی۔

دنیا کے بیش تر ملکوں میں سڑک پر چلنے کا حق عوام وخواص میں برابر کا ہے، کسی اہم شخص کے گذرنے کی وجہ سے دوسروں کو سڑک پر چلنے سے روکا نہیں جاسکتا، یقیناً ہندوستان میں سیکوریٹی کا معاملہ دوسرے ممالک کی بہ نسبت نازک ہے، اس لیے ایسا کیا جاتا ہے، مگر یہ بھی تو ضروری ہے کہ عام راہ گیروں کے حق کی ان دیکھی نہ کی جائے، کان پور کے اس واقعہ میں ہمارے لئے بڑا سبق ہے، پولیس عملے کو روٹ بندوبست ایسا کرنا چاہیے کہ عام راہ گیروں کو دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ ✍: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی: یاد تیری پل پل ستائے گی

مولانا مفتی ڈاکٹر محفوظ الرحمٰن عثمانی نے بھی ۲۳/مئی ۲۰۲۱ء بروز اتوار بوقت ساڑھے پانچ بجے شام میداز ہوسپٹل پٹنہ میں آخری سانس لی، ڈاکٹر زیڈ آزاد کی مسلسل محنت اور مولانا مفتی محفوظ الرحمٰن صاحب کی قوت مدافعت کام نہیں آسکی اور اللہ رب العزت کے مقرر فرشتے نے اپنا کام کردیا، دل خون کے آنسو روتا ہے، دماغ پریشان ہے؛ لیکن زبان پر نہ کوئی شکوہ ہے اور نہ شکایت۔ شکوہ کروں بھی تو کس سے، اس اللہ سے جو رحمٰن و رحیم ہے، ربّ العالمین ہے، میں تو غم کی اس کیفیت کے ساتھ رنج کے لفظ کے استعمال کو بھی درست نہیں سمجھتا؛ حالانکہ لوگ ایسے موقع سے رنج و غم کو مترادف کے طور پر استعمال کرتے ہیں، بندہ کی شان راضی برضائے الٰہی ہے، اور میں اس غم کے موقع سے اناللہ کے علاوہ للہ ما اخذ ولہ ما اعطی و کل شئی عندہ لاجل مسمی سے زیادہ کچھ کہنے کی پوزیشن میں نہیں، اللہ ہی نے دیا، اللہ ہی نے لے لیا اور ہر چیز کے لیے اس کے نزدیک ایک وقت مقرر ہے۔

مولانا ڈاکٹر مفتی محمد محفوظ الرحمٰن عثمانیؒ بن مولانا محمد ایوب رحمانی بن منشی مظہر حسین بن طریب اللہ بن شیخ سیف علی بن حسن اللہ صدیقی کی ولادت ۱۵/ اگست ۱۹۶۰ء کو موجودہ ضلع سوپول کے مدھوبنی میں ہوئی، ناظرہ قرآن اپنے والد محترم سے پڑھنے کے بعد فارسی کی ابتدائی تعلیم مدرسہ فیض عام رحمانی۔ چین سنگھ پٹی سوپول سے اور عربی کی ابتدائی تعلیم جامعہ سراج العلوم تیل ہٹہ بازار سیوان سے حاصل کیا، ایک سال کے لئے جامعہ نور الاسلام پیر گیٹ میرٹھ میں بھی داخل ہوئے، وہاں سے دار العلوم وقف دیوبند گئے، جہاں متوسطات تک کی تعلیم پائی، پھر مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور چلے گئے اور یہیں سے سند فراغت حاصل کی۔

۱۹۸۸ء میں جامعہ علوم الاسلام بھوج کچھ گجرات سے تدریسی زندگی کا آغاز کیا؛ لیکن یہ سلسلہ زیادہ دن قائم نہیں رہ سکا؛ البتہ گجرات کی محبت دل و دماغ میں راسخ ہوگئی، وہاں سے آنے کے بعد کچھ دن مفتی صاحب نے مادر علمی مظاہر علوم کی مالیات کو مضبوط کرنے کا کام کیا، اور چند سال جامعہ رحمانی مونگیر کی مالیات کے لئے بھی کام کرتے رہے؛ لیکن یہ سلسلہ بھی زیادہ دراز نہیں ہوسکا بالآخر مفتی صاحب نے ۱۶/شعبان ۱۴۰۹ھ مطابق ۲۵/ مارچ ۱۹۸۹ء کو اپنے آبائی گاؤں مدھوبنی میں جامعۃ القاسم دار العلوم الاسلامیہ کے نام سے ایک تعلیمی ادارہ کی بنیاد ڈالی اور پوری زندگی اس کے تعلیمی معیار اور تعمیرات کو بلند کرنے میں لگا دیا۔

ایک زمانہ میں یہ ادارہ وفاق المدارس الاسلامیہ امارت شرعیہ سے بھی ملحق تھا، بعد میں بعض خارجی وجوہات کی وجہ سے یہ الحاق باقی نہیں رہ سکا۔ مولانا مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی نے مدرسہ کے ساتھ ایک عالی شان جامع مسجد کی بنیاد رکھی اور اپنی زندگی میں ہی اسے اس قدر پرشکوہ بنایا کہ عہد سلاطین کی تعمیر مساجد کی یاد تازہ کردی، پرتاب پور سے قریب شاہ راہ سے متصل واقع ہونے کی وجہ سے لوگ دور دور سے اسے دیکھنے آتے ہیں۔

مفتی صاحب نے مدرسہ کے احاطہ میں ایک خانقاہ کی بھی بنیاد ڈالی، انہیں کئی بزرگوں سے خلافت حاصل تھی، ان میں حکیم محمد اسلام انصاری خلیفہ اجل حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کا نام سرفہرست ہے، کہیں تذکرہ میں تو نہیں ملا؛ لیکن مولانا عبد الستار صاحب استاذ نور الاسلام میرٹھ نے بتایا کہ تدریب افتاء کے لئے کچھ وقت انہوں نے وہاں لگایا تھا اور غالباً مفتی کی سند وہیں سے ملی تھی، بعد میں ایک یونیورسٹی نے ان کی خدمات پر اعزازی ڈاکٹریٹ کی ڈگری دی تو ڈاکٹر بھی ان کے نام کا جزو ہوگیا، لاک ڈاؤن کے پورے زمانہ میں کم وبیش ایک سال سے زائد سے وہ خانقاہ میں ہی قیام پذیر تھے، سفر وغیرہ سے گریز تھا، لیکن بیماری نے اس کے باوجود پکڑلیا، اللہ کی مرضی یہی تھی کہ وہ ہم سے جدا ہوجائیں۔

مولانا کے پس ماندگان میں اہلیہ دو بچیاں اور دو لڑکے مدنی و مکی ہیں، یہ دونوں لفظ ان کے لڑکوں کے نام کا لاحقہ ہے، اور عرف کے طور پر استعمال ہوتا ہے، مولانا کو اللہ تعالیٰ نے صاف ستھرا تصنیفی ذوق بھی دیا تھا وہ معارف قاسم کے مدیر اعلیٰ تھے، انہوں نے قاضی مجاہد الاسلام قاسمی پر معارف قاسم کا نمبر بھی نکالا تھا، قادیانیت، ختم نبوت اور فرق باطلہ پر انہوں نے نایاب کتابوں کو دوبارہ مرتب کرکے شائع کروایا اور قادیانیوں کے تعاقب میں بھی اپنی توانائی صرف کی، خانوادہ قاسمی سے ان کی محبت، شیفتگی اور وارفتگی کے سارے مراحل طے کرچکی تھی، ان کے جامعہ میں شاید ہی کوئی ہندوستان کا مشہور و معروف عالم یا ولی اللہ ہو جن کی آمد نہ ہوچکی ہو، جامعہ میں آنے والوں کی ایک طویل فہرست ہے، ان میں ملک و بیرون ملک کی نمایاں شخصیات شامل ہیں۔

مولانا کی اپنی ایک سیاسی سوچ بھی تھی، ایک زمانہ میں وہ لالو پرشاد یادو سے بہت قریب تھے، پھر وہ نتیش کمار سے قریب ہوئے اور ہوسپٹل کے سنگ بنیاد کے موقع سے انہیں جامعہ لے بھی گئے تھے، وہ ہر کام سلیقے سے کرتے تھے اور اس سلیقگی کے برتنے میں غیر معمولی سرمایہ خرچ کیا کرتے تھے، علماء اور اکابر کے لئے سفر خرچ اور ہدایا پر بھی انکے ہاتھ کھلے ہوئے تھے، زر کثیر کے صرفہ کو لوگ تعجب کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور اسی وجہ سے حلقہ احباب میں ان کا لقب ابنائی العلماء پڑ گیا تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ وہ دوستوں کے دوست تھے اور مخالفین سے مقابلہ کی غیر معمولی قوت وصلاحیت ان کے اندر تھی وہ زیر اور پس پا ہونا نہیں جانتے تھے اس کی وجہ سے کئی باران پر ملک و بیرون ملک میں احوال آئے، لیکن انہوں نے اس کا مردانہ وار مقابلہ کیا، ان کے دہلی آفس کو کئی بڑے صحافی حضرات کی خدمات حاصل تھیں، میڈیا، ذرائع ابلاغ پر ان کی گہری نظر رہا کرتی تھی، وہ اپنی پل پل کی سرگرمیوں سے لوگوں کو بھی باخبر رکھنے کی کوشش کرتے تھے، جس سے ان کے کام سے لوگوں کو واقفیت بہم پہنچتی رہتی تھی۔

مفتی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے تقریر کی اچھی صلاحیت دی تھی، ان کی زبان علماء کے دفاع میں خوب چلتی تھی، آپسی مجلس میں وہ جو کہتے رہے ہوں؛ لیکن دوسروں کے سامنے وہ علماء ہند کی خدمت کا خاص طور پر ذکر کرتے، خانوادہ قاسمی اور ولی اللہ کے تذکرے، واقعات اور ان کے زریں کارناموں کے ذکر سے اپنی تقریروں کو مزین کرتے تھے، انہوں نے ملک و بیرون ملک کے بے شمار اسفار کیے اور سفر کو کامیاب کرنے کے لئے پوری توانائی انہوں نے لگائی، وہ اپنے مخصوص لباس، لمبا کرتا، لنگی، سر پر پگڑی اور اس کے اوپر رومال کی وجہ سے لوگوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کراتے، بات کرنے کے اپنے مقناطیسی انداز سے جلدی لوگوں کا دل موہ لیتے تھے، ملک و بیرون ملک میں سیکڑوں علماء، صلحاء سے ان کے تعلقات تھے، بیرون ملک میں درجنوں لوگوں سے ان کی ذاتی شناسائی تھی، اور وہ ان کے مہمان ہوا کرتے تھے ان میں دبئی، پناما، جنوبی افریقہ وغیرہ کئی ایسے ممالک ہیں جہاں کے لوگوں کو ان کی آمد کا انتظار رہتا تھا۔

مفتی صاحب سے میری ملاقات کم وبیش دو دہائی کو محیط ہے، امارت شرعیہ آنے کے بعد وفد کا ایک پروگرام ان کے مدرسہ میں ہوا تھا؛ گو اس موقع سے وہ وہاں نہیں تھے، سفر پر تھے؛ لیکن پل پل کی خبر لیتے رہے، فون پر پرسش احوال کرتے رہے، بعد میں جامعہ کے کئی پروگرام میں مجھے مدعو کیا، ایک دو مجلس کی صدارت بھی کرائی، ہوسپٹل کے سنگ بنیاد کے موقع سے بھی میری حاضری ہوئی، وہ امارت شرعیہ کے کاموں کے لئے بھی فکر مند رہتے تھے، میرے جنوبی افریقہ، بوٹ سوانہ اور برطانیہ کے سفر کے بھی وہی محرک تھے، جنوبی افریقہ میں امارت کا بھرپور تعارف انہوں نے کرایا، برطانیہ میں کم از کم دو سال اپنے ساتھ لیکر لوگوں سے ملواتے رہے، مسجد میں تقریر کے لیے بھی تحریک کرتے، تعارف کراتے وقت کہتے تھے کہ میرا ادارہ تو ابھی بنا ہے، امارت شرعیہ کی خدمات سو سالوں کو محیط ہے، یہ طرز عمل میں نے بیرون ملک میں ان لوگوں کا بھی نہیں دیکھا جو امارت شرعیہ کے کئی وجوہات سے قریب تھے، عام طور سے لوگ انہیں امارت شرعیہ کا مخالف سمجھتے تھے، لیکن میں نے تو ان کے ساتھ سفر کیا ہے، انہیں برتا ہے، اس لیے بڑے اطمینان سے یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ وہ امارت شرعیہ کے مخالف نہیں تھے، گو بعض خارجی وجوہات کی وجہ سے ادھر چند سالوں سے امارت شرعیہ میں ان کا آنا جانا کم ہوگیا تھا پھر بھی گاہے گاہے فون پر خیریت دریافت کرلیا کرتے تھے، بیماری کے دوران کم از کم میں نے دوبار دریافت حال کیا، فرمایا کہ طبیعت ٹھیک نہیں ہے، پھر وہ میداز ہوسپٹل میں بھرتی ہوگئے تو ان کے صاحبزادہ سے بات ہوئی پھر خبر ملی کہ وہ وینٹی لیٹر پر چلے گئے، اور بالآخر ۲۳/مئی کو ان کی کتاب زندگی کے آخری ورق الٹنے کی خبر آ گئی، اللہ ان کی مغفرت فرمائے، درجات بلند کرے، اور پسماندگان کو صبر جمیل اور علاقے کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین

کتابوں کی دنیا ✍: مولانا رضوان احمد ندوی

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

تسہیل القرآن تفسیر پارہ ۲۹

محترم حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی مدظلہ بہار کے ایک ممتاز، جواں سال عالم دین، دار العلوم وقف دیوبند کے باکمال استاذ تفسیر اور امارت شرعیہ بہار، اڑیسہ وجھارکھنڈ کے نائب امیر شریعت ہیں، ان کو علم کا ذوق اور دین وملت کی خدمت کا جذبہ اپنے قابل فخر بزرگوں سے ورثہ میں ملا، انہیں فن تفسیر سے خاص مناسبت ہے، اسی لئے ان کی زندگی کا بڑا حصہ کتاب اللہ پر غور وفکر میں بسر ہوا، وہ کئی برس سے دار العلوم وقف دیوبند میں تفسیر قرآن کے درس وتدریس کی خدمت بھی انجام دے رہے ہیں، تدریسی تجربات کے باعث آپ کو اس فن میں خاص فہم وفراست بلکہ بصیرت حاصل ہے، طلبہ کے ذوق ومزاج اور علمی استعداد کا پاس ولحاظ کرتے ہوئے اس موضوع پر اپنی تعلیمی مشغولیتوں کے باوجود متعدد کتابیں تصنیف کیں، جن میں علم تفسیر تاریخ وتعارف، اسماء القرآن اور تسہیل القرآن پارہ عم کتابیں طبقہ علماء میں معروف ومشہور ہیں، پیش نظر کتاب ”تسہیل القرآن تفسیر پارہ تبارک الذی ۲۹“ اسی سلسلہ کی ایک کڑی اور اپنی نوعیت کی ایک منفرد تفسیر ہے، جس میں اختصار اور طوالت دونوں سے بچکر مفید اور ضروری مباحث کو سادہ اور سلجھے پیرایہ میں پیش کیا ہے، اس میں مؤلف کتاب نے ربط آیت، سلیس وشگفتہ ترجمہ، مختصر مگر جامع تفسیر، شان نزول اور لغوی تحقیق کا خصوصی اہتمام کیا، تاکہ اساتذہ وطلبہ دونوں کے لئے یکساں طور پر مفید اور کارآمد ہو، چنانچہ انہیں بنیادوں پر بہار اسٹیٹ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ کی نصابی کمیٹی نے اس کو وسطانیہ اور فوقانیہ کے نصاب تعلیم میں داخل درس کیا، جس سے طلبہ مستقل استفادہ کررہے ہیں، ویسے بھی عام اور اوسط درجہ کی استعداد وصلاحیت رکھنے والے اصحاب ذوق بھی اس تفسیر سے مستفیض ہوسکتے ہیں۔ ۱۰۸/صفحات پر مشتمل اس کتاب کی ابتدا میں استاذ الاساتذہ حضرت مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، حضرت مولانا محمد اسلام قاسمی، استاذ حدیث وادب دار العلوم وقف دیوبند، حضرت مولانا فرید الدین قاسمی استاذ حدیث دار العلوم وقف دیوبند اور حضرت مولانا مفتی اشرف عباس قاسمی استاذ تفسیر دار العلوم دیوبند کی محققانہ تقریظات سے کتاب کی قدر ومنزلت میں اضافہ ہوا ہے، جو اس کتاب کی خوبی کی ضمانت بھی ہے، مولانا اعظمی نے کتاب کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا کہ۔ اس میں جن سورتوں کی تفسیر ذکر کی گئی ہے، وہ عام طور پر نمازوں میں پڑھی جاتی ہے، اگر ان کے معنی نمازیوں کو معلوم ہوں گے تو نماز میں مزید خشوع پیدا ہوگا، یہ ایک مبارک کوشش ہے جس پر میں مولانا محمد شمشاد رحمانی کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد دیتا ہوں اور توقع رکھتا ہوں کہ وہ پورے قرآن کی جامع تفسیر لکھ کر عوام وخواص دونوں کو فائدہ پہونچائیں گے (ص:۵) مولانا کے ان تحسینی کلمات سے کتاب کی افادیت ونافعیت مزید دو چند ہوگئی۔ پیش لفظ میں مؤلف کتاب نے اس تفسیر کے لکھے جانے کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے اس کی بعض اہم اور نمایاں خصوصیات بھی بیان کی ہیں، اور ساتھ ہی جن کتب تفاسیر سے استفادہ کیا اس کی بھی وضاحت کردی تاکہ اس موضوع پر کام کرنے والوں کو سہولت ہو، مثلا ترجمہ۔ آسان ترجمہ قرآن مؤلفہ مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب سے اخذ کیا گیا ہے، تفسیر کا بیشتر حصہ بیان القرآن سے مستفاد ہے اور تحقیقات لغویہ کے لئے المنجد، المعجم الوسیط اور مصباح اللغات کو ماخذ بنایا گیا، نیز قرآنی اصطلاحات کی وضاحت کے لئے قاموس القرآن، لغات القرآن اور المفردات القرآن کو پیش نظر رکھا گیا، گویا مستند مراجع وماخذ کی بنیاد نے بھی کتاب کی قدر وقیمت میں اضافہ کیا، ساتھ ہی مؤلف کتاب کے شگفتہ قلم اور سلیس طرز تحریر نے سلامت وروانی پیدا کردی ہے، اس حیثیت سے بھی کتاب نہایت جامع ومدلل ہے، اور اپنے موضوع اور مقصد کے لحاظ سے حد درجہ مفید ہے۔ اس لئے اس کتاب کو تمام عربی مدارس کے نصاب میں شامل کیا جانا چاہئے، میں ہر ارباب فکر ونظر اور تفسیری ذوق رکھنے والے اصحاب کو بھی مطالعہ کی دعوت دیتا ہوں کہ انہیں ضرور پڑھنا چاہئے، ضرورت مند حضرات دیوبند، دہلی اور پٹنہ کے مکتبوں سے ۵۰/روپے بھیج کر حاصل کر سکتے ہیں، نیز براہ راست مؤلف کتاب حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی مدظلہ کے موبائل 9358140858 پر بھی رابطہ کرسکتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

قسط دوم

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ - اور تحریک جہاد

حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی نائب امیر شریعت امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ

اصلاح کا پہلا قدم

حضرت الامام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی ''اصلاحی خدمات جن کا تعلق خود مسلمانوں اور ان کے مختلف طبقات کی دینی زندگی سے تھا، ان خدمات میں آپ کب سے مشغول ہوئے، صحیح طور پر اس کا تعین دشوار ہے، زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ دین کا علم حق و باطل کی امتیازی قوت جیسے جیسے نشو و نما پاتی جاتی تھی، اس موروثی جائیداد کی تقسیم پر نظر ثانی غالباً اس راہ میں آپ کا پہلا قدم تھا۔

دائرہ میں وسعت

گویا خود اپنے نفس سے چاہئے تو کہہ سکتے ہیں کہ اصلاح کی ابتداء ہوئی اور عقد بیوگان کے مسئلہ کی نوعیت سمجھنا چاہئے: وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ کے ربانی فرمان کی تمثیلی شکل تھی، بہ تدریج یوں ہی دائرے میں وسعت پیدا ہوتی چلی گئی تا ایں کہ سنیوں کے بعد اپنے احاطہ میں شیعوں کو بھی اس نے سمیٹ لیا۔

دفاعی اقدامات

آپ کی ''داخلی خدمات'' کے متعلق آپ کے ساتھ امتیازی خصوصیت کا دعویٰ نہیں کیا جاسکتا، آپ کے ساتھ دوسرے اہل علم و دین کا بھی ان خدمات میں کافی حصہ ہے، لیکن داخلی خدمات کے مقابلہ میں ''دفاعی اقدامات'' کے زیر عنوان حضرت نانوتویؒ کی جن مخلصانہ مساعی اور سرفروشانہ مجاہدات کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں، یہ عجیب بات ہے کہ عمر کی یہ منزل جس میں داخل ہونے کے بعد کام لینے والے نے آپ سے یہ مہمات انجام دلائے، بہ مشکل تیس سال سے زیادہ کی مدت نہیں ہوتی ہے، اسی محدود مدت میں حالات ہی کچھ ایسے پیش آئے کہ پے در پے، یکے بعد دیگرے ایسے مہمات کی سرانجامی کے لئے قدرت کی طرف سے آپ کا انتخاب ہوا، جن کے آثار و نتائج، ثمرات و برکات سے نہیں کہا جاسکتا کہ مستقبل کی کتنی صدیاں متاثر و مستفید ہوتی رہیں گی۔

تحریک جہاد کا پس منظر

مئی ۱۸۵۷ء کا واقعہ ہے جس وقت حضرت نانوتویؒ کی عمر ۲۵/۲۶ سال تھی، دہلی میں تصحیح کتب کی ملازمت کر رہے تھے۔ میرٹھ کی فوجی چھاؤنی میں بغاوت ہوگئی، مسئلہ چربی لگے کارتوس کا تھا، انگریز گورنمنٹ چاہتی تھی کہ گائے اور سور کی چربی کارتوسوں پر لگا کر دونوں کے مذہب کو برباد کردے لیکن یہی مسئلہ ان کے لئے شعلۂ جوالہ بن گیا اور فوجیوں نے چن چن کر سارے انگریز افسران کو گولیوں کا نشانہ بنادیا، اب کوئی انگریز افسر نہیں تھا، فوجیوں نے اعلان کردیا کہ ''دہلی چلو: بہادر شاہ ظفر ہمارا بادشاہ ہے، اسی کی قیادت میں جنگ کرکے انگریزوں کو ملک سے باہر نکالیں گے۔'' بغاوت کی یہ آگ پورے ملک میں پھیل گئی، خصوصاً مغربی اترپردیش میں اس کا زیادہ اثر تھا۔

رئیس تھانہ بھون قاضی عبدالرحیم کی پھانسی

ادھر دوسری وجہ یہ ہوئی کہ انہی ایام میں تھانہ بھون کے ایک جاگیردار قاضی عبدالرحیم ہاتھی خریدنے سہارنپور گئے ہوئے تھے، کسی نے انگریز پولیس کو خبر کردی کہ تھانہ بھون میں بغاوت پھیلی ہوئی ہے اور وہاں سے قاضی صاحب اسی کی تیاری کے لئے ہاتھی خریدنے آئے ہیں، فوراً گرفتار کرلیا اور بلاتاخیر و بلاتحقیق انہیں پھانسی دیدی گئی۔

ردِ عمل

اس کے ردِ عمل میں ان کے بھائی قاضی عنایت علی نے انگریزوں سے بدلہ لینے کی ٹھان لی اور مقابلہ کی تیاری شروع کردی، اطلاع ملی کہ بہت سے کہار بگیوں پر کارتوس لادے سہارنپور سے کیرانہ جارہے ہیں، اپنے ساتھیوں کے ساتھ آئے اور ان پر حملہ کردیا، کارتوس و دیگر اشیاء چھین کر فوجیوں کو تہہ تیغ کردیا، جس سے تھانہ بھون اب بغاوت کی لپیٹ میں آچکا تھا، انگریز متحرک ہوگئے اور ارادہ کرلیا کہ تھانہ بھون کی اینٹ سے اینٹ بجادی جائے۔

جبراً عیسائی بنادیئے جانے کا فیصلہ

اس بغاوت سے پہلے ہی انگریزوں کا دہلی پر قبضہ ہوچکا تھا، بہادر شاہ ظفر کے اختیارات سلب کرلئے گئے تھے، انگریزوں کے رعب و ہیبت کا یہ عالم تھا کہ زبانوں پر تالے پڑ جاتے تھے، ظالم و جابر حکومت کی پارلیمنٹ نے یہ فیصلہ سنا دیا تھا کہ ہندوستان کے ایک ایک فرد کو عیسائی بنادیا جائے اور عیسائیت کی تبلیغ کے لئے ہزاروں پادری ملک میں دندناتے پھر رہے تھے اور اسلام پر دل آزار جارحانہ لب و لہجہ میں تنقیدیں کرتے تھے، جن کو سن کر مسلمانوں کے لئے اپنے جذبات کو قابو میں رکھنا دشوار ہو رہا تھا۔

مشورہ کے لئے اکابر کا اجتماع

ان حالات و واقعات کو دیکھ کر علماء و صلحاء بے چین ہوگئے، تھانہ بھون میں مشورہ رکھا جس میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ، حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حافظ ضامن شہیدؒ، مولانا محمد منیر نانوتویؒ وقت کے مقتدر علماء و مشائخ شریک ہوئے کہ ایسے حالات جبکہ نہ جان و مال محفوظ ہے اور نہ ہی دین کی ضمانت، باہم علمی گفتگو چھڑی، اس موقع پر جہاد کے سب خلاف تھے، صرف الامام الکبیر حضرت نانوتویؒ مدعیانہ طریقہ پر اس میں پیش پیش تھے۔

حضرت حکیم الاسلامؒ نے لکھا ہے کہ سب نے جو حجتیں خلاف میں پیش کیں حضرت نانوتویؒ نے جوش کے ساتھ سب کا مدلل اور مسکت جواب دیا۔

مجلس کے ایک رکن مولانا شیخ محمد صاحب تھانویؒ جو حضرت شاہ اسحاق کے ارشد تلامذہ میں شمار ہوتے تھے حضرت نانوتویؒ سے عمر میں بہت زیادہ بڑے تھے۔ انہوں نے بالآخر یہ عذر یہ پیش کیا کہ: ''اگر آپ کی حجتیں اور باتیں مان بھی لی جائیں تو سب سے بڑی شرط جہاد نصب میں امام کی ہے۔ امام کہاں ہے کہ اس کی قیادت میں جہاد کیا جائے''؟

حضرت نانوتویؒ نے فرمایا کہ نصب امام میں کیا دیر لگتی ہے؟ حضرت مرشد حق حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ موجود ہیں، ان ہی کے ہاتھ پر بیعت جہاد کی جائے۔

سب لوگ حاجی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ کسی حاکم کی سرپرستی کے بغیر گزران دشوار ہے اور یہ مفروضہ پیش کیا گیا: ''آپ چوں کہ ہمارے دینی سردار ہیں اس لئے دنیاوی نظمِ حکومت کا بار بھی اپنے سر رکھیں اور امیر المؤمنین بن کر ہمارے باہمی قضیئے چکا دیا کریں۔

حکایات اہل دل

مولانا رضوان احمد ندوی

اولیاء اللہ اور صوفیائے کرام اللہ کی ایک عظیم نشانیاں ہیں، کیونکہ انہوں نے اپنے کردار و عمل اور خرق عادت واقعات سے لوگوں کے دلوں میں ایمان و یقین کی کیفیت کو مضبوط کیا، توحید و رسالت کے عقیدہ صحیح کو مستحکم کیا، بلاشبہ ایسے بزرگوں کے واقعات پڑھنے سے دل میں اللہ کی اطاعت و فرماں برداری اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت جاں گزیں ہوتی ہے، اس لئے میں نے ہفتہ وار نقیب میں حکایات اہل دل کے لکھنے کا ایک سلسلہ شروع کیا تاکہ ہماری زندگی میں بھی نکھار پیدا ہو اور کچھ کر گذرنے کا جذبہ ابھر سکے، آیئے یہاں چند واقعات ذکر کئے جاتے ہیں، تاکہ دل میں گداز پیدا ہو۔

شیطان کے شر سے بچتے رہیے

امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی بیان کرتے ہوئے بعض تذکرہ نویسوں نے لکھا کہ ایک دفعہ کسی شخص نے آپ کو اپنے دروازے کی دہلیز پر بیٹھے ہوئے دیکھا، وہ آدمی آپ کو سلام کیا اور آگے بڑھ گیا، تھوڑی دیر کے بعد لوٹا تو دیکھا کہ آپ اسی طرح دروازے کی دہلیز پر بیٹھے ہوئے ہیں، وہ حیران ہوا اور دریافت کیا کہ اے امیر المؤمنین آپ دروازے پر کافی دیر سے بیٹھے ہوئے ہیں، کیا کوئی معاملہ درپیش ہوگیا ہے، آپ نے فرمایا کہ میری بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین آج گھر آئی ہوئی ہے اور میری بیوی گھر پر نہیں ہے جس کی وجہ سے وہ گھر میں اکیلی ہے، اس لئے میں نے گھر میں اس کے پاس بیٹھنے کے بجائے یہاں دروازے پر بیٹھنا پسند کیا، معلوم ہوا کہ انسان کو نہ تو اپنی عبادت و ریاضت پر ناز کرنا چاہئے اور نہ ہی اپنے آپ پر اعتبار کرنا چاہئے۔

معاف کردو

ایک روز ہارون الرشید کا بیٹا غصہ سے بھرا ہوا اس کے پاس آیا اور شکایت کی کہ فلاں سپاہی زادے نے مجھے ماں کی گالی دی ہے، ہارون نے ارکان سلطنت سے پوچھا کہ ایسے شخص کی کیا سزا ہے؟ کسی نے کہا کہ اسے قتل کردیا چاہئے، کسی نے زبان کاٹ لینے کی سزا تجویز کی اور کسی نے تاوان و جلاوطنی کی، ہارون نے کہا: بیٹے! اگر تو اسے معاف کردے تو اسے کرم سمجھا جائے گا اور اگر تو اس کا رنیک کا متحمل نہیں ہوسکتا تو تو بھی اسے ماں کی گالی دیے دے، یہ مناسب نہیں کہ انتقام حد سے تجاوز کر جائے، ایسی صورت میں ہم ظالم ہوں گے اور وہ شخص مظلوم اور عدل کا خواستگار۔

احتیاط و پرہیز کا عجیب نمونہ

حضرت عبداللہ بن المبارک ایک مشہور بزرگ گذرے ہیں، ان کے والد ماجد مبارک ایک آدمی کے غلام تھے، ان کے ذمہ باغ کی نگرانی سپرد تھی، وہ باغ کی دیکھ ریکھ کرتے تھے، ایک دن باغ کا مالک باغیچہ میں آیا اور اپنے غلام کو حکم دیا کہ مجھے پھل کھلاؤ، وہ ایک درخت سے پھل توڑ کر لے آئے اور آقا کی خدمت میں پیش کردیا، اتفاقاً وہ پھل کھٹا نکل آیا، دوبارہ دوسری جگہ سے پھل اتار کر لائے تو وہ بھی کھٹا نکلا، تیسری دفعہ پھر لے کر آئے تو پھر بھی کھٹا نکل آیا، آقا بڑا ناراض ہوا اور غصہ آمیز لہجہ میں کہا تمہیں باغ کی رکھوالی کرتے ہوئے تین سال گذر چکے ہیں لیکن تمہیں اب تک نہیں معلوم کہ کس درخت کا پھل شیریں ہے اور کس کا ترش ہے، جب اس کا غصہ ٹھنڈا ہوا تو مبارک نے کہا: حضور آپ نے مجھے باغ کی رکھوالی کے لئے رکھا ہے پھل کھانے کے لئے نہیں رکھا، میں نے تین سال میں کبھی کوئی پھل نہیں کھایا اس لئے مجھے پتہ نہیں ہے کہ کس درخت کا پھل میٹھا ہے اور کس کا کھٹا، آقا سن کر دم بخود ہوگیا اور مالک کو آزاد کردیا، پھر اس نے اپنی بیٹی سے ان کا نکاح کردیا اور ان کو اس باغ کا مالک بھی بنادیا، اللہ نے ان کو بیٹا عطا کیا جس کا نام انہوں نے عبداللہ رکھا اور پھر وہ اپنے وقت کے امام وقت بنے، یہ تھا اخلاص و للّٰہیت اور احتیاط و پرہیز کا عالم۔

اللہ والوں کی موت

اولیاء دین کی موت بھی ایسی ہوتی ہے جن کو دیکھ کر دنیادار محو حیرت ہوجاتے ہیں، حضرت خواجہ علاء الدین عطار بڑے ولی کامل گذرے ہیں، وہ عطر کا کاروبار کرتے تھے، چھوٹی چھوٹی شیشیوں میں عطر رکھے ہوئے تھے، ایک اللہ والے آئے اور بہت غور سے ان کی شیشیوں کو دیکھنے لگے، یہ نوجوان تھے، کہنے لگے: بڑے میاں کیا دیکھ رہے ہو؟ وہ فرمانے لگے کہ دیکھ رہا ہوں کہ اتنی شیشیوں میں تمہاری جان اٹکی ہوئی ہے، یہ کیسے نکلے گی؟ نوجوان تھے، غصے میں آگئے، کہنے لگے: بڑے میاں جیسی تمہاری نکلے گی ویسے میری نکلے گی، جب انہوں نے یہ کہا، بڑے اس کے سامنے لیٹے، انہوں نے چادر اپنے اوپر اوڑھ لی اور کہنے لگے کہ میری تو پھر ایسے نکلے گی ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' یہ کہہ کر سو گئے، پہلے تو یہ اس واقعہ کو یوں ہی سمجھے، لیکن جب ہلا کر دیکھا تو وہ انتقال کر گئے تھے، بس اس واقعہ سے دل، دنیا سے اچاٹ ہوگیا، پھر یہ بڑے اللہ والوں میں شامل ہوئے حتی کہ انہوں نے تذکرۃ الاولیاء جیسی کتاب لکھ ڈالی۔

پردہ کا مخالف ہکا بکا رہ گیا

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ اکابر دیوبند کے سرخیل تھے، وہ ایک مرتبہ موسم گرما میں سفر کر رہے تھے، سامنے والے برتھ پر ایک انگریز اپنی بیگم کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، جب اس کو پتہ چلا کہ یہ حضرت مدنی ہیں تو اس کو شرارت سوجھی، کہنے لگا مولانا اسلام نے عورتوں کو گھروں میں جیل کی طرح قید کر رکھا ہے، ہم تو اپنی عورتوں کو آزادی دیتے ہیں، دیکھئے یہ میری بیوی میرے ساتھ گھوم گھام رہی ہے، زندگی کے عیش و آرام کے دن گذار رہی ہے، حضرت مدنی خاموشی سے سنتے رہے، گرمی شدت سے پڑ رہی تھی، آپ نے اپنے رفیق سفر (ساتھی) سے فرمایا کہ گرمی بہت ہے، لیموں اور ٹھنڈا پانی کا شربت بناؤ، اس نے تھرمس سے ٹھنڈا پانی نکالا، چینی ملائی اور لیموں کاٹا، اب جب لیموں کاٹا گیا تو انگریز کے منہ میں پانی اتر آیا اور بار بار تھوک پھینکتا رہا، حضرت مدنی نے دریافت کیا کہ کیا بات ہے آپ کے منہ میں تھوک کیوں جمع ہو رہا ہے، اس نے کہا کہ جی! آپ کو پتہ ہے کہ گرمی ہے، پیاس ہے اور لیموں تو چیز ہی ایسی چیز ہے کہ اس کو دیکھ کر منہ میں پانی اتر آتا ہے، اب حضرت مدنیؒ نے اس پر چوٹ لگائی کہ جس طرح گرمی کے موسم میں پیاسا لیموں دیکھے تو اس کے منہ میں پانی آتا ہے، تو یہ جو تمہاری میم صاحبہ بیٹھی ہیں اس کو دیکھ کر جتنے بھی ریل گاڑی میں مرد مسافر ہیں سب کے منہ میں پانی آرہا ہے اب تو ایسا شرمندہ ہوا کہ اس کی نظریں جھک گئیں، پردہ کی مخالفت کرنے والے لوگ اس واقعہ سے عبرت حاصل کریں۔

Scanned with CamScanner

عشرۂ ذی الحجہ: فضائل وخصوصیات!

مفتی محمد صادق حسین قاسمی

اسلامی مہینوں میں آخری مہینہ ذوالحجہ کا ہے، اسلام کے سارے ہی مہینے محترم اور قابل عظمت ہیں، لیکن اللہ تعالی نے بعض مہینوں کو خاص فضیلت اور عظمت سے نوازا، ان میں ایک ذوالحجہ کا مہینہ بھی ہے، جس کا احترام شروع زمانہ سے چلا آرہا ہے، اللہ تعالی نے اس مہینہ میں کچھ عبادتوں کو رکھا ہے جس کی وجہ سے اس کی عظمت میں اور بھی اضافہ ہوگیا۔

ماہِ ذی الحجہ کی اہمیت:

ماہِ ذی الحجہ کو مختلف عبادات کی وجہ سے خصوصی مقام اور امتیاز حاصل ہے، حج جیسی عظیم عبادت انجام دی جاتی ہے، اسی مناسبت سے اس کا نام ذوالحجہ ہے یعنی حج والا مہینہ۔ ذوالحجہ کا مہینہ زمانہ جاہلیت میں بھی محترم ومتبرک سمجھا جاتا ہے اور دورِ جاہلیت میں اس مہینہ کی عظمت کا پورا پورا کیا خیال کیا جاتا۔ قرآن کریم نے جن چار مہینوں کو اشہر حرم قرار دیا ان میں سے ایک ذوالحجہ ہے۔ اشہر حرم کو حرمت والا دو معنی کے اعتبار سے کہا گیا، ایک تو اس لیے کہ ان میں قتل وقتال حرام ہے، دوسرے اس لیے کہ یہ مہینے متبرک اور واجب الاحترام ہیں، ان میں عبادات کا ثواب زیادہ ملتا ہے، ان میں سے پہلا حکم تو شریعت اسلام میں منسوخ ہوگیا، مگر دوسرا حکم احترام وادب اور ان میں عبادت گذاری کا اہتمام اسلام میں باقی ہے۔ (معارف القرآن: 4 / 372) زمانہ جاہلیت میں چوں کہ اشہر حرم میں جنگ وجدال اور قتل وقتال سے لوگ باز رہتے تھے، یہاں تک کہ ان کے سامنے سے اگر باپ کا قاتل بھی گذرتا تو وہ ان مہینوں کی تعظیم میں اس کو چھوڑ دیتے۔ چناں چہ انہی حرمت والے مہینوں میں سے ذوالحجہ بھی ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: "سَیِّدُ الشُّھُوْرِ شَھْرُ رَمَضَانَ وَاَعْظَمُھَا حُرْمَۃً ذُوْالْحِجَّۃِ" (فضائل الاوقات للبیہقی: 89)

عشرۂ ذی الحجہ کی فضیلت:

ذی الحجہ کا پورا مہینہ ہی قابل احترام ہے، لیکن اس کے ابتدائی دس دن تو بہت ہی فضیلت اور عظمت والے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالی نے اس کی عظمت واہمیت کو بیان فرمایا اور نبی کریم ﷺ نے امت کو عشرۂ ذی الحجہ کی قدردانی سے آگاہ فرمایا۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے: "وَالْفَجْرِ وَلَیَالٍ عَشْرٍ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ" (الفجر: 1، 2، 3) قسم ہے فجر کے وقت کی، اور دس راتوں کی، اور جفت کی اور طاق کی۔ اس میں اللہ تعالی نے تین چیزوں کی قسم کھائی، پہلی قسم فجر کے وقت کی ہے، بعض مفسرین نے اس آیت میں خاص دس ذوالحجہ کی صبح مراد لی ہے (توضیح القرآن: 3 / 1922) دوسری قسم دس راتوں کی کھائی ہے، بیشتر مفسرین نے ان دس راتوں سے مراد ذوالحجہ کے شروع کے دس دن لئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ دس سے مراد ذوالحجہ کا پہلا عشرہ ہے اور طاق سے مراد یوم عرفہ ہے اور جفت سے مراد عید الاضحیٰ کا دن ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے: "عَشْرُ الْاَضْحٰی ھِیَ اَفْضَلُ اَیَّامِ السَّنَۃِ" (الدرالمنثور: 15 / 399) کہ عشرہ ذی الحجہ یہ تمام سال کے دنوں میں سب سے افضل ہے۔ ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ نے عشرۂ ذی الحجہ کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: کہ کوئی دن ایسا نہیں ہے کہ جس میں نیک عمل اللہ تعالی کے یہاں ان (ذی الحجہ کے) دس دنوں کے نیک عمل سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہو، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا یہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے سے بھی بڑھ کر ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے سے بھی بڑھ کر ہے، مگر وہ شخص جو جان اور مال لے کر اللہ کے راستے میں نکلے، پھر ان میں سے کوئی چیز بھی واپس لے کر نہ آئے (سب اللہ کے راستے میں قربان کردے، اور شہید ہوجائے یہ ان دنوں کے نیک عمل سے بھی بڑھ کر ہے) (ترمذی: حدیث نمبر: 687) ایک اور حدیث میں اسی طرح کا ایک ارشاد ہے: کہ اللہ عزوجل کے نزدیک کوئی عمل زیادہ پاکیزہ اور اجروثواب کے اعتبار سے زیادہ عظیم نہیں ہے، اس نیک عمل کے مقابلہ میں جس کو انسان ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں کرتا ہے، عرض کیا گیا کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنا بھی افضل نہیں ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی کے راستے میں جہاد کرنا بھی (اس سے) افضل نہیں ہے، سوائے اس آدمی کے کہ جو اپنی جان ومال کے ساتھ نکلا، پھر ان میں سے کوئی چیز بھی لوٹ کر نہیں لایا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت سعید بن جبیرؒ (جو اس حدیث کے راوی ہیں) جب ذی الحجہ کا پہلا عشرہ داخل ہوجاتا تھا تو انتہائی جدوجہد کرتے تھے یہاں تک کہ بعض اوقات اس کی قدرت بھی نہیں ہوتی تھی (سنن دارمی: حدیث نمبر: 1727) ایک حدیث میں فرمایا: کہ دنیا کے دنوں میں سب سے افضل دن ذی الحجہ کے پہلے عشرہ کے دن ہیں (کشف الاستار: حدیث نمبر: 1050)

عشرۂ ذی الحجہ اور کثرتِ ذکر:

عشرۂ ذی الحجہ میں تسبیح وتہلیل اور ذکر کی کثرت کی تلقین بھی نبی کریم ﷺ نے فرمائی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالی نے فرمایا: "اور چند مقررہ دنوں میں اللہ کا نام لیں" ان مقررہ دنوں سے بعض حضرات نے ذوالحجہ کا عشرہ مراد لیا ہے۔ (روح المعانی: 17 / 145) نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: "مامن ایام اعظم عند اللہ، ولا احب الیہ من العمل فیھن من ھذہ الایام العشر، فاکثروا فیھن من التھلیل، والتکبیر، والتحمید" (مسند احمد: حدیث نمبر: 5294) کوئی دن بھی اللہ تعالی کے نزدیک زیادہ عظیم اور پسندیدہ نہیں ہے جن میں کوئی عمل کیا جائے، ذی الحجہ کے ان دس دنوں کے مقابلے میں، تم ان دس دنوں میں تہلیل، تکبیر اور تحمید کی کثرت کیا کرو۔ ایک روایت میں فرمایا: "فاکثروا فیھن التسبیح، والتکبیر، و التھلیل" (المعجم الکبیر للطبرانی: 10960) کہ تم ان دس دنوں میں تسبیح، تکبیر اور تہلیل کی کثرت کیا کرو۔

خصوصیاتِ عشرۂ ذی الحجہ:

اللہ تعالی نے عشرۂ ذی الحجہ کو مختلف عبادتوں کے ذریعہ خصوصیت بخشی ہے، اس پورے عشرہ میں اسلام کے اہم ترین اعمال انجام دیئے جاتے ہیں اور عبادتوں کا اہتمام کیا جاتا ہے، عشرۂ ذی الحجہ میں روزے رکھنے کی فضیلت آئی ہے، قربانی دینے والوں کو بال وناخن کاٹنے سے روکا گیا، تکبیراتِ تشریق کہنے کا حکم دیا گیا، حج جیسی عظیم عبادت انجام دی جاتی ہے اور قربانی کا اہم ترین عمل بھی اسی میں کیا جاتا ہے اسی دن مسلمانوں کی دوسری بڑی اور اہم عید عید الاضحیٰ منائی جاتی ہے، ان تمام خصوصیات کی بناء پر اس عشرہ کی اہمیت اور افضلیت دوچند ہوجاتی ہے، ان اعمال کو قدرے تفصیل کے ساتھ ملاحظہ کریں۔

بال اور ناخن نہ کاٹنا:

عشرۂ ذی الحجہ کی آمد کے ساتھ سب سے پہلا حکم بال اور ناخن کے نہ کاٹنے کا عائد ہوتا ہے ان لوگوں کے لیے جو قربانی کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: "اذا رائیتم ھلال ذی الحجۃ واراد احدکم ان یضحی فلیمسک عن شعرہ واظفارہ" (مسلم: حدیث نمبر 3662) کہ جب تم ذوالحجہ کا چاند دیکھ لو اور تم میں سے کوئی قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ اپنے بال اور ناخن کاٹنے سے رک جائے۔ یہ حکم مستحب ہے اور ان لوگوں کے لیے جو قربانی دینے والے ہوں، چاند دیکھنے سے لے کر جب تک کہ ان کی طرف سے قربانی نہ ہوجائے اس وقت تک سر کے بالوں اور دیگر بالوں کو نکالنے اور ناخن کاٹنے سے احتیاط کرنا چاہیے، جو لوگ قربانی دینے والے نہیں ہیں ان کے لیے یہ حکم نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص قربانی دینے سے پہلے ایسا کرلے تو کوئی گناہ نہیں اور اس سے قربانی میں کوئی خلل نہیں آتا (ذوالحجہ اور قربانی کے فضائل واحکام: 34)۔

عشرۂ ذی الحجہ کے روزے:

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: تمام دنوں میں کسی دن میں بھی بندے کا عبادت کرنا اللہ کو اتنا محبوب نہیں جتنا ذوالحجہ کے عشرہ میں محبوب ہے۔ اس عشرہ کے ہر دن کا روزہ سال بھر کے روزوں کے برابر ہے اور اس کی ہر رات کی نوافل شبِ قدر کے نوافل کے برابر ہے (ترمذی: حدیث نمبر: 688) اسی طرح نویں ذی الحجہ یعنی عرفہ کے دن کے روزے کی خاص فضیلت احادیث میں بیان کی گئی۔ ارشاد ہے: "سئل عن صوم عرفۃ ؟فقال ل یکفر السنۃ الماضیۃ والباقیۃ" (مسلم: حدیث نمبر: 1984) رسول اللہ ﷺ سے عرفہ (یعنی نویں ذی الحجہ) کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ) کے صغیرہ گناہوں (کا کفارہ کردیتا ہے۔ یوم عرفہ کی دن کی عظمت کو بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا: کہ کوئی دن ایسا نہیں جس میں اللہ تعالی عرفہ (نویں ذی الحجہ) کے دن سے زیادہ بندوں کو جہنم سے نجات دیتے ہوں، اور اللہ تعالی (عرفہ کے دن) بندوں کے سب سے قریب ہوتے ہیں، پھر فخر کے طور پر فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ یہ بندے کیا چاہتے ہیں؟ (مسلم: حدیث نمبر: 2410) بہرحال، عشرۂ ذی الحجہ میں روزے رکھنے کی خاص فضیلت نبی کریم ﷺ نے بیان فرمائی اور بالخصوص نویں ذی الحجہ یعنی عرفہ کے دن کا روزہ رکھنا بہت ہی موجب اجروثواب ہوگا۔ عشرۂ ذی الحجہ میں روزے نویں ذی الحجہ ہی تک رکھے جاسکتے ہیں باقی دس کو عید ہوتی ہے جس میں روزہ رکھنا جائز نہیں، اسی طرح عید الاضحیٰ کے بعد 11، 12، 13 ذی الحجہ جو ایام تشریق کہلاتے ہیں اس میں بھی روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔ سال میں کل پانچ دن ایسے ہیں جس میں روزہ رکھنے سے منع کیا گیا۔ 1۔ عید الفطر۔ 2۔ عید الاضحیٰ۔ 3۔ تین دن ایام تشریق کے (یعنی گیارہ، بارہ، تیرہ) (سنن الدارقطنی: حدیث نمبر: 2121)

تکبیرِ تشریق:

عشرۂ ذی الحجہ میں تکبیر وتہلیل اور تسبیح کے ورد کی تلقین فرمائی گئی، اور بطورِ خاص ایام تشریق میں تکبیراتِ تشریق کے پڑھنے کا حکم دیا گیا۔ تکبیر تشریق نویں ذی الحجہ کی فجر سے تیرہویں ذی الحجہ کی عصر تک ہر نماز کے بعد ایک مرتبہ بلند آواز سے پڑھنا واجب ہے، باجماعت نماز پڑھنے والے اور تنہا نماز پڑھنے والے اس میں برابر ہیں، اسی طرح مرد وعورت دونوں پر واجب ہے، البتہ عورت بلند آواز سے نہ کہے، تکبیر تشریق صرف ایک دفعہ پڑھنا احادیث سے ثابت ہے، اس لیے صرف ایک مرتبہ پڑھنا چاہیے، علامہ شامی نے ایک سے زائد پڑھنے کو خلافِ سنت قرار دیا (جواہر شریعت: 1 / 274) تکبیرات تشریق یہ ہیں: "اللہ اکبر اللہ اکبر لاالہ الا اللہ و اللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد" ☆ جس شخص کی امام کے ساتھ رکعتیں رہ گئیں ہوں اسے اپنی باقی ماندہ نماز کو پوری کرکے سلام پھیرنے کے بعد تکبیر تشریق پڑھنی چاہیے۔ ☆ فرض نماز کا سلام پھیرنے کے فوری بعد یہ تکبیر پڑھنی چاہیے۔ ☆ اگر امام یہ تکبیر کہنا بھول جائے تو مقتدیوں کو چاہیے کہ خود تکبیر کہہ دیں امام کے تکبیر کہنے کا انتظار نہ کریں۔ ☆ تکبیر تشریق صرف فرض نماز کے بعد پڑھنے کا حکم ہے، سنت اور نفل کے بعد نہیں۔ ☆ احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ عید الاضحیٰ کی نماز کے بعد بھی تکبیر تشریق پڑھیں (ذوالحجہ اور قربانی کے فضائل واحکام: 60)

قربانی:

عشرۂ ذی الحجہ کی دس تاریخ کو عید منائی جاتی ہے، عید الاضحیٰ کا دن مسلمانوں کے لیے بہت ہی تاریخی اور عظمت کا حامل دن ہے، یہ دن صرف عید کی خوشی میں مست ہوجانے والا دن نہیں، بلکہ ایک عظیم پیغام اور سبق دینا والا دن ہے، مسلمان عید الاضحیٰ کے دن جانور کی قربانی کرتے ہیں، اور صاحب حیثیت اور مالکِ نصاب افراد اپنی جانب سے قربانی انجام دیتے ہیں۔ اضحیٰ قربانی کو کہتے ہیں، کیوں کہ بقرعید کے روز جانوروں کی قربانی دی جاتی ہے اس لیے اس کو عید الاضحیٰ کہا جاتا ہے، قربانی دراصل حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل کی یادگار ہے، باپ نے خدا کا حکم پاکر اپنے اکلوتے بیٹے کو راہ خدا میں قربان کرنے کا فیصلہ کرلیا اور اپنی پوری کوشش بھی کردی اور بیٹا بھی باپ کے حکم اور فیصلہ کے آگے سر جھکا دیا اور بے چوں وچرا اپنے آپ کو قربان ہونے کے لیے پیش کردیا۔ (بقیہ صفحہ ۱۳ پر)

Scanned with CamScanner

سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی؟

نجیب احمد دھلی

آج سے تقریباً چار ہزار سال پہلے کی بات ہے کہ عراق کی سرزمین پر ایک شخص پیدا ہوا اور اس نے ہمیشہ کے لئے انسانی تاریخ میں اپنا مستقبل نشان چھوڑ گیا، اس نے اپنی ساری زندگی قربانیوں میں گزاری، عیدالاضحیٰ انہیں عظیم الشان قربانیوں کا حصہ ہے، اس دن کے دو اہم کام "فصل لربک وانحر" ہیں یعنی اپنے رب کی نماز پڑھو اور اس کے نام پر قربانی پیش کرو، دراصل یہ بقرعید کی قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظیم الشان اور بے مثال قربانی کی یادگار ہے اور مسلمانوں میں جذبہ ایثار قربانی کو زندہ کرنے کی سالانہ تقریب ہے، کیونکہ جان کی قربانی اور وہ بھی اپنے اکلوتے بیٹے کی قربانی ایثار و قربانی کی معراج ہے، یہ قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پیش کی تھی جس کو ہمیشہ کے لئے نمونہ عمل بنا دیا گیا، حدیث میں آتا ہے کہ (قربانی کے دنوں میں قربانی سے بڑھ کر کوئی اور نیکی اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں، ترمذی، ابن ماجہ)

قربانی کسے کہتے ہیں جانور ذبح کرنے کو جو اللہ کے نام پر اس کی رضا وخوشنودی حاصل کرنے کے لئے عیدالاضحیٰ کے دن کی جائے، اس معنی کو ادا کرنے کے لئے قرآن کریم میں خاص طور سے تین الفاظ استعمال کئے گئے ہیں: (۱) "نسک" ان صلاتی ونسکی (۲) "نحر" فصل لربک وانحر (۳) ''قربانی'' اذ قربا قرباناً قرآن کریم کے ہی مطالعے سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قربانی کا سلسلہ ابتداء آفرینش سے جاری ہے اور تمام امتوں میں قربانی کا تصور ملتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ طریقہ قربانی الگ الگ رہا ہو، جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سورہ حج میں فرماتا ہے: ''ہر امت کے لئے ہم نے قربانی کا ایک طریقہ مقرر کر دیا تا کہ وہ ان جانوروں پر اللہ تعالیٰ کا نام لیں جو انہیں بخشی ہیں'' (سورۂ حج: ۳۴)

تاہم اس قربانی میں جو سوز وگداز ہے وہ اسوہ ابراہیمی کا نتیجہ ہے، جب مسلمان قربانی کرتا ہے تو وہ ایک عبادت کی ادائیگی تو کرتا ہی ہے، سنت ابراہیمی کو زندہ کرنے کا ثواب بھی حاصل کرتا ہے، اس لئے اسلام نے جن دنوں کا تعین کیا ہے وہ ہی دن ہیں جن میں ابراہیم علیہ السلام نے اپنی تاریخی قربانی کی تھی اور عشق الٰہی کا ایک ریکارڈ قائم کیا تھا، ترمذی شریف کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: ''یہ قربانی کیا ہے؟ تو فرمایا: '' تمہارے باپ ابراہیم کی سنت ہے''

اور قرآن کریم میں سورہ صافات کے اندر ان کی قربانی کا دلگداز واقعہ پوری تفصیل کے ساتھ مذکور ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم سے مایوس ہو کر خاندان وقبیلہ خویش واقارب سے کہنے کے بعد ہجرت کر گئے تو اولاد کی کمی کا احساس ہوا، آپ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں درخواست کی، دعا قبول ہوئی اور آپ علیہ السلام کے گھر حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے، جب سن شعور کو پہنچے (تورات کے مطابق تیرہ سال کی عمر کو) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اسماعیل علیہ السلام کو اپنے رب کے خاطر قربان کر دیں خواب تھا لیکن بغیر کسی پس وپیش کے اس خواب کو حقیقت کا روپ دینے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے، اسماعیل علیہ السلام بھی اطاعت وفرماں برداری میں کچھ کم نہ تھے، بولے! ابا جان! جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے اس کو فوراً کر گزریئے انشاء اللہ آپ مجھے پورے طور پر ثابت قدم پائیں گے، پھر بوڑھا باپ، جوان بیٹے کو پیشانی کے بل پچھاڑ دیتا ہے، اسی کو قرآن نے: "فلمّا اسلما وتله للجبين" کہا ہے کہ آخر کو جب ان دونوں نے سر تسلیم خم کر دیا اور ابراہیمؑ نے بیٹے کو پیشانی کے بل گرا دیا اور آستین چڑھا کر پورے شعور کے ساتھ بیٹے کی گردن پر چھری چلانے کا ارادہ کر لیا اتنے میں غیب سے آواز آئی اے ابراہیم تم نے اپنا خواب سچ کر دکھایا، بے شک یہ کھلا امتحان تھا، دیکھا جائے تو اصل میں اللہ تعالیٰ کو صرف امتحان لینا مقصود تھا، جب حضرت ابراہیم علیہ السلام امتحان میں کامیاب ہوئے تو اللہ رب العالمین نے حضرت اسماعیل علیہ کی جگہ ایک جنتی دنبہ بھیج دیا اور وہ دنبہ فدیے کے طور پر ذبح ہوا بے شک یہ ایک روشن آزمائش تھی اور ہم نے اس کے بدلے ایک بڑا ذبیحہ صدقے میں دیا۔ (صافات: ۱۰۴-۱۰۷) یقیناً یہ ایک آزمائش تھی جس پر پورے اترنا ہر شخص کے بس کی بات نہیں تھی اسی لئے قرآن کریم نے اس کو ایک بڑے امتحان سے تعبیر کیا ہے، یہی نہیں بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ خصوصیت بھی بیان فرمائی ہے کہ: ''اور یاد کرو وہ وقت جب اس کے رب نے اس سے کہا کہ سر تسلیم خم کر دو تو ابراہیم نے کہا میں نے سر جھکا دیا رب العالمین کے سامنے''۔

اب ذرا ایک ایسے باپ کے دل سے سوچئے جس کے بڑھاپے میں ایک ہی بیٹا ہو اور بڑھاپے کا سہارا ہو، بیٹا بھی نیک، صالح، فرمانبردار اور سعادت مند ہو، جوانی کی سرحد میں داخل ہو رہا ہو اور اس سے امیدیں کی جاتی ہوں کہ آئندہ نہ صرف وہ خاندان کا بوجھ اٹھانے والا بنے گا بلکہ اس عظیم مقصد، اس عظیم دعوت کو پھیلائے گا، یہ بات کہتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر کیا گزری ہوگی۔

اگر انسان سچے دل سے اور ثواب کی نیت سے قربانی کرے تو وہ اس کے اور جہنم کے درمیان رکاوٹ بن جاتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جس نے ثواب کی نیت سے قربانی کی وہ قربانی اس کے لئے جہنم کی آگ سے حجاب بن جائے گی'' (طبرانی) اللہ تعالیٰ بندوں سے ایسی قربانی چاہتا ہے جو صرف اس کی (اللہ) کی رضا وخوشنودی کے لئے ہو، اس کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہو، کیونکہ اس کے بارگاہ میں وہی قربانی مقبول ومنظور ہوگی جو ریا، دکھاوا سے پاک وخالی ہوگی، اللہ تبارک وتعالیٰ سورہ حج میں فرماتا ہے: ''ہمیں تمہاری پرہیزگاری اور دل کی گہرائیوں میں چھپا ہو'' (حج: ۳۷) اللہ کا سچا اس آیت کریمہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تقویٰ پسند ہے: ''اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ پسندیدہ وہ شخص ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہو'' (حجرات: ۱۳)

قربانی کا مقصد

قربانی کا ایک بنیادی مقصد یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ سے بے پناہ محبت وتعلق کا اظہار کرے، وہ اس کی محبت کو دنیا کی تمام چیزوں کی محبت پر ترجیح دے، وہ اس کے لئے اپنی محبوب چیز کو قربان کرنے میں دریغ نہ کرے اس لئے کہ اس وقت تک اس کا ایمان مکمل نہیں ہوسکتا اور اس کے اندر ایمان کی حلاوت پیدا نہیں ہوسکتی جب تک اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم انسان کی نظر میں ساری دنیا سے محبوب نہ ہو جائیں دوسرے یہ کہ جانور کا ذبح کرنا تو صرف ایک علامت ہے اصل قربانی تو نفس کی قربانی ہے کہ آدمی نے خود کو کتنا پاک کر لیا ہے، خدا تک پہنچنے میں کوئی چیز حائل تو نہیں ہے۔

مثبت سوچ رکھئے

ریسرچ یہ بتاتے ہیں کہ پر امید رہنا اور مثبت سوچ رکھنا صرف صحت مند ہی نہیں رکھتا، بلکہ کسی بیماری کی حالت میں یہ آپ کو جلد تندرست بھی کر سکتا ہے

محمد رفیع

دنیا میں اب تک کی سب سے خطرناک، عہد جدید کی مہلک وبائی بیماری کورونا نے کروڑوں افراد کو اپنا شکار بنایا ہے، پہلی سے دوسری لہر اتنی تیز اور خطرناک ہوئی کہ اچھے خاصے لوگ بھی خود کو بیمار تصور کرنے لگے، تھوڑی سردی یا پھر بخار کیا ہوئی دوست احباب، خویش واقارب یہاں تک کہ ڈاکٹرس بھی وہ تمام مشورے دینے لگے کہ جیسے واقعی وہ کورونا پوزیٹیو ہو۔ دوا بھی اسی کے مطابق چلنے لگتی ہے اور لوگوں کا اخلاق بھی اسی کے مطابق کام کرنے لگتا ہے۔ کورونا کی اس دوسری لہر نے ایسا تانڈو کیا کہ بڑے بڑے علماء، ادباء، سماجی وملی رہنما اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ ہندوستان کے مدبر، مفکر اور مختلف خوبیوں کے مالک آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے جنرل سکریٹری اور امارت شرعیہ کے امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کورونا کے شکار ہو گئے، ان کی رحلت کے بعد ایک سلسلہ کی شروعات ہوئی کہ موت کا ایک بڑا دائرہ بنتا چلا گیا جس میں مفتی اعجاز ارشد قاسمی، مولانا وحیدالدین خان، مولانا نور عالم خلیل امینی قاسمی، قاری معین الدین قاسمی، مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی، الحاج سید ثناء اللہ رضوی، حسن احمد قادری، شاعر وادیب پروفیسر ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی، پروفیسر ڈاکٹر ممتاز احمد خان، افسانہ وناول نگار مشرف عالم ذوقی، تبسم فاطمہ، انجم عثمانی، شوکت حیات، عبدالستار، غزل گو سلطان اختر اور سماجی و سیاسی رہنما ڈاکٹر محمد شہاب الدین، تنویر اختر، انیس الرحمٰن انیس، صحافی ریاض عظیم آبادی، عطاء اللہ ڈھاکوی اور ڈاکٹر یوسف صاحب جیسی قریبی و دور کی ہستیاں شامل ہو گئیں۔ چاروں طرف موت کا نظارہ اور دہشت کا ماحول ہو گیا اس ماحول سے میں بھی نہیں بچ سکا جیسے ہی دلی میں اپنے ایک دوست محمد افروز کے بارے میں سنا کہ اس کی حالت ٹھیک نہیں میں نے فون کر اس کو ہمت دلائی لیکن دوسرے ہی دن سنا کہ اس کی حالت نازک ہے تب میں ٹوٹ گیا، میرے ذہن میں ایک بات دوڑنے لگی کہ اتنا صحت مند اور حوصلہ کا بلند آدمی کی یہ حالت ہوسکتی ہے تو پھر میرے جیسے کمزور صحت والوں کا کیا ہوگا اور میں بیمار ہو گیا۔ میرے دوستوں اور خیر خواہوں میں حیدرآباد، محبوب نگر سے سید یوسف بابا، ذکریا اسٹریٹ کولکاتہ سے مجیب الرحمٰن، مظفرپور، بہار سے پروفیسر ڈاکٹر وجے کمار جیسوال، ڈاکٹر وجے کمار اور ڈاکٹر منصور معصوم نے مجھے ہمت دلائی اور '' دینک بھاسکر'' ہندی روزنامہ کا اداریہ والے صفحہ پر ''امید کے سات منٹ'' نام سے شائع ہونے والے مضامین کو روز پڑھنے لگا، جس سے میرا حوصلہ بلند ہوا، تب میں نے منفی سوچ کو مثبت میں تبدیل ہوتے پایا اور میں بہت جلد صحت مند ہونے لگا۔ پنڈت وجے شنکر مہتا ''جینے کی راہ'' کالم میں ایک بہت ہی چھوٹا مضمون ''جوش جگایئے، ہر امید پوری ہوتی چلی جائے گی'' اس میں لکھتے ہیں، جوش میں امید ہے، جوشیلے انسان کے لئے کچھ بھی مشکل نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جوش جگانے کے لئے کسی باہری شئے کی ضرورت نہیں ہوتی، اگر بدن میں دوڑ رہے خون کی دھار کو ٹھیک سے سمجھ سکیں، تو اپنی دھڑکن تک پہنچ جائیں گے، اور جب دھڑکن کو محسوس کریں گے تو اس میں جو سرگرمیاں پیدا ہوتی ہیں اس کا نام ہے جوش۔ اس لئے پہلے جوش جگایئے پھر کوئی کام کیجئے، ہر امید پوری ہوتی چلی جائے گی۔ اجول پاٹنی ہندوستان کے نامور موٹیویشنل اسپیکر ہیں، ایک مضمون ''مسئلے کے ساتھ، زندگی پر مشتمل حل کا تصور'' میں لکھا ہے، سب کے الگ الگ مسائل ہیں، غریب کے پاس پیسے کی، امیر کے پاس بیماری اور وقت کی، غیر شادی شدہ کو شادی نہ ہونے کی، شادی شدہ کو اپنی شریک حیات سے، بے اولاد کو اولاد نہ ہونے کا غم، کوئی بھی آدمی مسائل سے خالی نہیں ہے۔ اس لئے سب سے بڑا مشورہ ہے کہ مسائل کو اپنی زندگی کا حصہ مان لیجئے اور یقین کیجئے کہ مسائل آتے اور جاتے رہیں گے کیونکہ جب آپ ہی مستقل نہیں ہیں تو مسائل کیسے مستقل ہوسکتی ہیں۔ جب خوشی کے پل ہیں تو شکر کیجئے، اور مسائل ہیں تو حل تلاشیں اور یہ سلسلہ تاعمر چلتا رہے گا۔ میں ہی کیوں، مجھے ہی کیوں، میرے ہی ساتھ کیوں، یہ مت سوچئے۔ بغیر مسائل والی زندگی سے بہتر ایک ''مسئلے کے ساتھ، زندگی پر مشتمل حل کا تصور کریں''۔ مضمون کے آخر میں جناب پاٹنی لکھتے ہیں، میرے کچھ جاننے والے ہیں، جو ایک طرف ہوشیاری سے زندگی گزار رہے تھے اور دوسری طرف منفی سوچ سے دور تھے، اس ایکشن نے انہیں بے حد مثبت اور باطنی طور پر مضبوط بنا دیا۔ ان سب کے گھروں میں کورونا کا فیصد کم رہا، جنہیں ہوا، وہ جلد ٹھیک ہو رہے ہیں۔'' پاور آف پازیٹیویٹی، ریسرچ پر مشتمل کالم میں ایک مضمون ''پر امید رہنے سے سنگین بیماری بھی جلد ٹھیک ہوتی ہے'' میں ذکر ہے کہ ''ریسرچ یہ بتاتے ہیں کہ پر امید رہنا اور مثبت سوچ رکھنا صرف صحت مند ہی نہیں رکھتا، بلکہ کسی بیماری کی حالت میں یہ آپ کو جلد تندرست بھی کرسکتا ہے۔''

ایک حدیث کا مفہوم بھی ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے جیسی امید رکھیں گے اللہ اس کے مطابق ہی عطا فرماتے ہیں، اگر آپ یہ محسوس کرتے ہیں کہ اللہ آپ کی مدد کرتا ہے، اور آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ مدد نہیں کرتا تو یہی منفی سوچ آپ کو نقصان پہنچاتا ہے۔ اس لئے ہمیشہ مثبت سوچ ہی رکھنی چاہئے۔ ایک ریسرچ کا حوالہ دیتے ہوئے جو کہ ہارورڈ یونیورسٹی کے ذریعہ کی گئی ہے، ریسرچ کے حوالے سے یہ بات کہی گئی ہے کہ اگر آپ بیماری کے دوران بہتر کل کے بارے میں سوچتے ہیں، یہ سوچتے ہیں کہ صحت مند ہونے پر آپ کیا کیا اچھا اور نیا کر سکتے ہیں، تو اس سے بھی آپ کو اپنی بیماری ٹھیک کرنے میں کم وقت لگتا ہے۔ جانکار یہ مشورہ بھی دیتے ہیں کہ بیماری کے دوران اپنی بیماری کے بارے میں زیادہ منفی مضمون پڑھنے سے بچنا چاہئے۔ ساتھ ہی مریض کی دیکھ بھال کرنے والوں کو بھی مثبت باتیں ہی زیادہ سے زیادہ کرنی چاہئیں، جیسے آپ جلدی ٹھیک ہو جائیں گے یا آپ کی صحت میں پہلے سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔ کئی اور اہم ریسرچ یہ بھی واضح کرتا ہے کہ پر امید خیال سنگین سے سنگین مرض کو عام حالت کے مقابلے جلدی ٹھیک کرنے میں کارآمد ثابت ہوئے ہیں۔ امریکہ میں بریسٹ کینسر میں مبتلا تین ہزار عورتوں پر کئے گئے ایک ریسرچ میں پایا گیا کہ جن عورتوں نے اپنی بیماری سے متعلق مثبت سوچ رکھے، وہ منفی سوچ والی عورتوں سے جلدی ٹھیک ہوئیں۔ دراصل مثبت سوچ والی عورتیں سماج سے نہیں کٹیں اور لوگوں میں گھلے ملے رہنے سے صحت یاب ہونے میں اسے مدد ملی۔ ایسے ہی بہت سارے واقعے اور مضمون روز شائع ہو رہے ہیں جسے پڑھنے سے ہمیں فائدہ ہوا اور میں جلدی صحت مند ہو گیا۔

تمام رپورٹس اور ریسرچ سے یہ پیغام ملتا ہے کہ آپ اپنی منفی سوچ کو بدلیں، اللہ سے تعلق جوڑیں اور بہتر کی اس سے امید کریں ان شاء اللہ فائدہ ہوگا۔ مگر لوگ ہیں کہ صرف منفی باتیں ہی کریں گے اور دہشت کا ماحول پیدا کریں گے، اسی لئے امیر الحسن شاہین لکھتے ہیں۔

افوہ! وہ شخص کتنا بولتا ہے — ہوا میں زہر وہ کیوں گھولتا ہے
ڈراتا ہے کورونا سے وہ سب کو — جسے سن کر میرا دل ڈولتا ہے

آج جس حالات سے ہم دوچار ہیں ایسے میں ہمیں زہر افشانی سے بچنا چاہئے، اس سے ایک منفی ماحول سازی ہوتی ہے جو شعبۂ زندگی کے لئے مضر ثابت ہوتی ہے۔ خوشگوار زندگی کے لئے ہمیشہ ہم یہ کوشش کریں کہ پر امید ماحول سازی کریں تبھی ہم ہر طرح کی مشکلات اور وبائی مرض سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ باقی اللہ کارساز ہے اس کے فیصلے کے سامنے ہماری تمام حکمتیں اور تدبیریں بے کار ہیں۔

Scanned with CamScanner

اخبار جہاں

محمد عادل فریدی

افغانستان سے یورپی فوجیوں کا خاموشی سے انخلا

افغان جنگ میں حصہ لینے والے مشن میں شامل زیادہ تر غیر ملکی افواج نامکمل ہونے والی جنگ کے خاتمے کے ساتھ ملک کو خانہ جنگی کی نہج پر چھوڑ کر باضابطہ طور پر انخلا سے کئی ماہ قبل ہی خاموشی سے نکل چکی ہیں۔ ڈان اخبار میں شائع ہونے والی رپورٹ کے مطابق جرمنی اور اٹلی نے بدھ کے روز اپنا مشن ختم کرنے کا اعلان کیا اور پولینڈ کا بھی آخری فوجی اپنے وطن واپس پہنچ گیا اور ۲۰؍سال قبل جب پہلا غیر ملکی فوجی وہاں تعینات کیا گیا تھا اس کے بعد سے اب تعیناتیوں کی تعداد کم ترین سطح پر آ گئی۔ گیارہ متعدد ممالک کی جانب سے کیے گئے اعلانات کا تجزیہ ظاہر کرتا ہے کہ ستمبر ۲۰۰۱ء کو ہونے والے حملوں کے بعد جب نیٹو اتحادی القاعدہ سے ملک کو چھڑانے کے لیے امریکی حملے کی حمایت کی خاطر صف آرا ہوا تو طاقت اور اتحاد کے ایک ڈرامائی اور عوامی مظاہرے کے بالکل برعکس زیادہ تر یورپی فوجی ایک چھوٹی سی تقریب کے بعد وہاں سے نکل چکے ہیں۔ (یو این آئی)

چینی صدر شی جن پنگ کا غیر ملکی افواج کو انتباہ

چین کے صدر شی جن پنگ نے چینی کمیونسٹ پارٹی کی صد سالہ تقریبات کے موقع پر غیر ملکی افواج کو خبردار کرتے ہوئے کہا ہے کہ چینی قوم کے ساتھ ناروا سلوک کرنے کی کوشش کے نتیجے میں انہیں نقصان سے گزرنا ہوگا۔ یہ انتباہ انہوں نے چینی عوام سے طویل خطاب کے دوران کیا، ساتھ ہی چینی عوام کی ''نئی دنیا'' تخلیق کرنے پر ستائش کی۔ (یو این آئی)

کویت نے ایک کلوگرام وزنی مصنوعی سیارہ خلا میں روانہ کیا

کویت نے اپنا پہلا مصنوعی سیارہ لانچ کیا ہے، جو ایک کلوگرام نینو سیٹلائٹ ہے۔ جمعرات کو کویت میں واقع آربٹل اسپیس کمپنی کے بانی اور سی ای او بسام الفیلی نے کویت نیوز ایجنسی (کے یو این اے) کو یہ اطلاع دی۔ انہوں نے کہا ''کویت کا پہلا مصنوعی سیارہ قمر الکویت کا کیپ کینویرال میں لانچنگ سائٹ سے فالکن ۹؍لانچنگ وہیکل کے ذریعہ خلا میں روانہ کیا گیا۔'' (یو این آئی)

حج کی تیاری شروع، غلاف کعبہ کو تین میٹر اوپر اٹھا دیا گیا

سعودی عرب میں حج کی تیاریاں شروع ہوگئی ہیں اور غلاف کعبہ کو تین میٹر اوپر اٹھا دیا گیا ہے، سعودی عرب میں مسجد الحرام اور مسجد نبوی انتظامیہ کے سربراہ اعلی ڈاکٹر عبدالرحمٰن السدیس کی زیر نگرانی خانہ کعبہ کا غلاف نیچے سے تین میٹر تک اوپر اٹھا دیا ہے جو حج کی تیاریوں کے آغاز میں سے ایک عمل ہے۔ اس عمل کے لیے پچاس سے زائد ماہرین پر مبنی خصوصی ٹیمیں ہیں جب کہ ایک خصوصی سیڑھی بھی ہے جو صرف اس کام کے لے مختص ہے۔ انتظامیہ کا کہنا ہے کہ جہاں سے غلاف اوپر اٹھایا گیا ہے، وہاں دو میٹر چوڑے سفید کاٹن کے کپڑے سے خانہ کعبہ کو چاروں طرف سے ڈھک دیا گیا ہے۔ حج کے بعد غلاف کعبہ کو واپس تین میٹر نیچے کر دیا جائے گا۔ (نیوز ایکسپریس)

یو اے ای میں اسرائیل کا پہلا سفارت خانہ قائم

اسرائیلی وزیر خارجہ نے متحدہ عرب امارات (یو اے ای) میں اپنے پہلے سفارت خانے اور قونصل خانے کا افتتاح کر دیا۔ اسرائیل کے وزیر خارجہ یائیر لیپد وفد کے ہمراہ دو روزہ دورے پر گزشتہ روز ابوظہبی پہنچے تھے، جہاں ان کا استقبال اماراتی وزیر خارجہ نے کیا۔ دورے کے دوران اسرائیلی وزیر خارجہ نے ابوظہبی میں اپنے پہلے سفارت خانے اور دبئی میں پہلے قونصل خانے کا افتتاح کیا۔ اس موقع پر اسرائیلی وزیر خارجہ نے کہا کہ ہم اپنے تمام پڑوسی ممالک کے ساتھ پُرامن تعلقات کے خواہش مند ہیں، ہم کہیں نہیں جا رہے ہیں کیوں کہ مشرق وسطیٰ ہمارا گھر ہے۔ یہ ایک تاریخی لمحہ ہے اور میں خطے کے تمام ممالک سے مطالبہ کرتا ہوں کہ آئیں اور ہم سے بات کریں۔ دو روزہ دورے کے دوران یو اے ای اور اسرائیل کے درمیان کئی معاشی اور تجارتی معاہدے بھی طے پائے۔ دونوں ممالک کے گزشتہ برس سفارتی تعلقات کی بحالی کے اعلان کے بعد یہ کسی اسرائیلی وزیر کا پہلا دورہ ہے۔ واضح ہو کہ متحدہ عرب امارات کے علاوہ بحرین، سوڈان، مراکش اور کوسوو نے اسرائیل سے سفارتی تعلقات بحال کر لیے ہیں۔ (نیوز ایکسپریس)

کینیڈا میں قیامت خیز گرمی سے ۲۳۳؍افراد ہلاک

دنیا کے سرد ترین ملکوں میں شمار کینیڈا میں اچانک پڑنے والی قیامت خیز گرمی سے صوبے برٹش کولمبیا میں ایک ہفتے کے دوران ۲۳۳؍افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔ کینیڈا کے صوبے برٹش کولمبیا کے شہر وینکوور میں صرف چوبیس گھنٹوں کے دوران گرم لہر سے ۶۹؍اموات ہوئیں جب کہ صوبے بھر میں یہ تعداد ایک سو سے زائد ہے اس طرح ایک ہفتے سے جاری قیامت خیز گرمی میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد ۲۳۳ ہوگئی ہے۔ ذرائع کے مطابق زیادہ تر ہلاکتیں حبس اور دم گھٹنے کے باعث ہوئیں، ہلاک ہونے والے زیادہ تر معمر افراد تھے، تاہم کچھ خواتین اور بچے بھی ہیٹ ویو کا شکار ہوئے۔ وینکوور کے اسپتالوں میں ایمرجنسی نافذ ہے۔ محکمہ موسمیات کا کہنا ہے کہ سرد ترین ملک کینیڈا میں جمعہ کے بعد سے درجہ حرارت میں اضافہ ہونا شروع ہوا جو اب 49.5 سینٹی گریڈ تک پہنچ گیا جس سے شدید گرمی کا ایک سو چھبیس سالہ ریکارڈ ٹوٹ گیا۔ (بی بی سی لندن)

حج انتظامات کو حتمی شکل دے دی گئی، جدید ٹیکنالوجی استعمال ہو گی

سعودی عرب نے رواں برس حج سے متعلق ''آپریشن پلان'' جاری کر دیا ہے جس کے مطابق کرونا وائرس کی سماجی احتیاط کے تحت ساٹھ ہزار عازمین ہی اس سال فریضۂ حج ادا کر سکیں گے۔ مقامی اخبار ''سعودی گزٹ'' کے مطابق حج منتظمین کی جانب سے بدھ کو جاری کردہ حج آپریشنل پلان کے تحت زائرین کے لیے خانہ کعبہ اور اس کے صحن میں نقل و حرکت میں آسانی پیدا کرنے لیے ۸۰۰؍ سے زائد مینوئل اور الیکٹرک (سنگل اور ڈبل) گاڑیاں فراہم کی جائیں گی۔ یہ گاڑیاں خاص طور پر زائد عمر کے افراد کے لیے حج کی ادائیگی کے دوران آسانیاں پیدا کریں گی۔ ۲۰۲۱ء کے حج کا ''آپریشن پلان'' قائم مقام وزیر برائے میڈیا ڈاکٹر ماجد بن عبداللہ ال قصابی اور مقدس مساجد کے جنرل پریزیڈنسی آف دی افیئرز کے صدر شیخ ڈاکٹر عبدالرحمن بن عبدالعزیز السدیس کی جانب سے جاری کیا گیا ہے۔ خانہ کعبہ اور اس کے صحن میں جراثیم کش اسپرے کرنے کے لیے پانچ ہزار اہل کار تعینات کیے گئے ہیں جو دن میں دس مرتبہ ساٹھ ہزار لیٹرز سے زائد جراثیم کش محلول کا استعمال کرتے ہوئے اپنے فرائض سرانجام دیں گے۔ وبا کے دوران مسجد کو وائرس سے مکمل طور پر پاک کرنے کے لیے جدید ٹیکنالوجی کا استعمال بھی کیا جائے گا جس میں اسمارٹ روبوٹس اور دیگر جدید طریقۂ کار شامل ہیں۔ حج کے دوران کورونا کے پھیلاؤ پر قابو کے لیے زائرین کی گزرگاہوں کے تمام داخلی اور خارجی راستوں کو جراثیم کش ادویات سے پاک کیا جائے گا۔ دوسری جانب مسجد الحرام اور مسجد نبوی میں سینئر اسکالرز کونسل سے وابستہ ۲۹؍اماموں کے ۱۰۹؍ سے زائد خطبات ۲۵؍زبانوں میں ترجمہ کر کے ''منارات الحرمین'' ایپلی کیشن پر نشر کیے جائیں گے۔ حج کے دوران میدانِ عرفات کے خطبے کو بھی انگریزی اور فرانسیسی زبان میں ترجمہ کر کے ٹی وی چینل ''ہولی قرآن'' اور ''سنت آف دی پروفٹ'' پر نشر کیا جائے گا۔ (وائس آف امریکہ)

بھارتی ویکسین یورپی یونین کے ملکوں میں تسلیم نہیں

یورپی یونین نے ویکسین پاسپورٹ اسکیم کے تحت بھارت میں کووڈ کے لیے لگائی جانے والی دونوں ہی ویکسین؛ سیرم انسٹی ٹیوٹ کی کوویکسین اور آکسفورڈ ایسٹرازینیکا کی کووی شیلڈ کو منظوری نہیں دی ہے، جس سے یورپی ملکوں میں تعلیم، تجارت یا سیاحت کے لیے سفر کرنے کے خواہش مند بھارتی شہریوں کے سامنے ایک نئی پریشانی کھڑی ہوگئی ہے۔ یورپی یونین نے اعلان کیا ہے کہ اس کے رکن ملکوں میں یکم جولائی سے داخلے کے لیے صرف ان لوگوں کو ہی ''گرین پاس'' مل سکے گا، جنہوں نے کووڈ کے لیے ویکسین لگوالی ہو۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے صرف چار اقسام کے ویکسین کو ہی منظوری دی ہے اور کہا ہے کہ ان کے علاوہ اگر کسی شخص نے کوئی دوسری ویکسین لگوائی ہو تو اسے ویکسین پاسپورٹ یا ''گرین پاس'' نہیں دیا جائے گا۔ یورپی یونین کی یورپین میڈیسن ایجنسی (ای ایم اے) نے رکن ملکوں کے لیے جن چار ویکسین کو منظوری دی ہے ان میں بائیواین ٹیک فائزر، ایسٹرازینیکا، موڈیرنا اور جانسن اینڈ جانسن شامل ہیں۔ حالانکہ رکن ممالک دیگر ویکسین کو بھی منظور کرنے کے لیے آزاد ہیں۔ (ڈوئچے ویلے جرمنی)

اعلان داخلہ

امارت شرعیہ کے درج ذیل اداروں میں داخلہ کے لئے حسب ذیل نمبرات پر رابطہ کریں۔

دربھنگہ

امارت مجیبیہ ٹیکنیکل انسٹی چیوٹ (ITI) مہدولی دربھنگہ

(۱) الیکٹریشین (۲) فیٹر (۳) ڈرافٹس مین سول (۴) سروئیر (SURVEYOR)

رابطہ نمبر

9471929848,7091852460,06272220017

پورنیہ

امارت ٹیکنیکل انسٹی چیوٹ مظفر نگر، گلاب باغ پورنیہ

(۱) انسٹو منٹ میکانک (۲) الیکٹریشین (۳) الیکٹرونک میکانک (۴) فیٹر

رابطہ نمبر: 9471629577,8340554732

راورکیلا اڈیشہ

امارت عمر ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر بسرا راورکیلا

(۱) الیکٹریشین (۲) فیٹر (۳) ویلڈر

رابطہ نمبر 9337644048,9938790818
7504534974

پٹنہ

امارت انسٹی ٹیوٹ آف کمپیوٹر اینڈ الیکٹرونکس

امارت شرعیہ کیمپس پھلواری شریف پٹنہ

(۱) **بی سی اے** (BCA) (۲) **بی بی اے** (BBA) (۳) **بی ایل آئی ایس** (BLIS) (۴) **بی جے ایم سی** (BJMC) (۵) **ڈی او ایل** (DOL)

رابطہ نمبر

9431838323,9304109387,7003160520

پٹنہ

مولانا منت اللہ رحمانی ٹیکنیکل انسٹی چیوٹ (پارامیڈیکل)

امارت شرعیہ، پھلواری شریف، پٹنہ

پیتھالوجی، ڈپلوما کورس (DMLT)

رابطہ نمبر

8873771070,7250222587,9334338123

پٹنہ

مولانا منت اللہ رحمانی ٹیکنیکل انسٹی چیوٹ (ITI)

ایف سی آئی روڈ، پھلواری شریف، پٹنہ

(۱) الکٹرونکس (۲) فیٹر (۳) ڈرافٹس مین سول (۴) پلمبر (ایک سال)

رابطہ نمبر: 8298678082/8825126782
9304924575/7979724968

پٹنہ

ڈاکٹر عثمان غنی امارت گرلس کمپیوٹر انسٹی چیوٹ

ہارون نگر سیکٹر۔۲، نزد پھلواری شریف ریلوے اسٹیشن، پٹنہ

(صرف لڑکیوں کے لئے)

(۱) **بی سی اے** (BCA) (۲) **بی بی اے** (BBA) (۳) **بی ایل آئی ایس** (BLIS) (۴) **بی جے ایم سی** (BJMC) (۵) **ڈی او ایل** (DOL)

رابطہ نمبر: **9386133611,7563028644**
8210878017

سہیل احمد ندوی

سکریٹری جنرل

امارت شرعیہ ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ

Scanned with CamScanner

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

مساجد کی تعمیر اور اس کی آبادی ایک اہم دینی فریضہ / نائب امیر شریعت

مساجد عبادت گاہ بھی ہیں اور شعار دین بھی، اس کی تعمیر ایک اہم دینی فریضہ اور عظیم ایمانی خدمت ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں مسجد تعمیر کرنے والوں کے لئے اللہ اور یوم آخرت پر ایمان کی شہادت دی ہے، اور اللہ کے آخری رسول نے خدا کی رضاء کے لئے مسجد بنانے والوں کو جنت کی خوشخبری دی ہے، اس لئے قابل مبارک باد ہیں وہ لوگ جنہوں نے آج یہاں مسجد کا سنگ بنیاد رکھنے اور اس کی تعمیر کا حوصلہ کیا ہے، اللہ آپ سب کے اس نیک ارادے کو قبول فرمائے اور دنیا و آخرت میں بہتر اجر عطا کرے، ان خیالات کا اظہار نائب امیر شریعت امارت شرعیہ حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب نے ۲۷/ جون کو ضلع ارریہ کی مشہور آبادی ڈہتی میں ایک وسیع مسجد کے سنگ بنیاد کے موقع پر منعقد اجتماع کو خطاب کرتے ہوئے کیا، انہوں نے کہا کہ قرآن پاک میں تعمیر کا لفظ استعمال ہوا ہے، ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ تعمیر سے مراد صرف اینٹ اور گارے سے مسجد کی ظاہری تعمیر مراد نہیں بلکہ اس کی اصل روح یہ ہے کہ مساجد کو بنانے کے ساتھ ان کو سجدوں سے آباد بھی رکھا جائے، اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جس طرح مساجد سے مختلف نوعیتوں کے دینی، دعوتی اور تعلیمی کام لئے جاتے تھے اسی طرح ان مساجد سے بھی کام لئے جائیں، ظاہری تعمیر خواہ کمزور ہی کیوں نہ ہو لیکن اگر مساجد سجدوں سے آباد ہیں، دین و دعوت کے حلقوں سے معمور ہیں وہاں سے اصلاح معاشرہ اور تعمیر ملت کی فکر ہورہی ہے تو یہی تعمیر ملت کی اصل شان اور لفظ تعمیر کی اصل روح ہے، ہمیں امید ہے کہ آج جس مسجد کا سنگ بنیاد رکھا جارہا ہے اس کے ذمہ داران اس کی ظاہری تعمیر کے ساتھ اس کو ہر اعتبار سے آباد رکھنے کی پوری فکر کریں گے، آپ نے مزید فرمایا کہ مساجد کی آبادی کا گہرا تعلق دینداری اور دین کی بنیادی باتوں کی واقفیت سے ہے، صحیح قرآن پاک پڑھنا، نماز سے متعلق ضروری باتوں کو جاننا اور مساجد کے آداب و اعمال سے واقف ہوئے بغیر نہ صحیح طور پر نماز کا عمل پورا ہوسکتا ہے اور نہ مساجد کے حقوق کی پاسداری ہوسکتی ہے، اس لئے اگر مساجد کو آباد رکھنے کی فکر ہے تو اپنے بچوں کو دین سکھانے کی فکر کیجئے، دین کی بنیادی تعلیم سے ناواقف نسل سے مساجد کی آبادی کی امید نہیں کی جاسکتی، اس لئے میری اپیل ہے کہ ملک کے مسلمان اپنے بچوں کی ایمان کی حفاظت اور نئی نسل کو مساجد سے وابستہ رکھنے کے لئے مکاتب کے نظام کو فروغ دیں، اس وقت امارت شرعیہ جن تحریکوں کو خاص طور پر آگے بڑھا رہی ہے اس میں پہلے نمبر پر مکاتب کا قیام اور بچے بچیوں کے دینی تعلیم کا انتظام ہے۔ مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانیؒ نے اپنے دور امارت میں ترجیحی طور پر اس مشن کو آگے بڑھایا، پورے بہار جھارکھنڈ میں اس کی تحریک چلائی اور آخری دم تک اس سلسلہ میں فکر مند رہے۔ ہم سب کی بھی ذمہ داری ہے کہ حضرتؒ کی فکر کی اہمیت کو سمجھیں اور محلّہ محلّہ، مسجد مسجد مکتب کا نظام قائم کریں۔ حکومت کی طرف سے نئی تعلیمی پالیسی کے نفاذ کے بعد تو اس کی ضرورت سیکڑوں گنا زیادہ بڑھ گئی ہے۔ خطاب کے آخری حصہ میں محترم نائب امیر شریعت صاحب نے عصری تعلیم کے لئے معیاری اسکولوں کے قیام اور خدمت خلق کے میدان میں صحت کی حفاظت کے لئے شفاخانوں کے نظام کی طرف بھی توجہ دلائی اور کہا کہ امارت شرعیہ اس سلسلہ میں فکر مند ہے کہ ہر ضلع کے مرکزی مقام پر ایک معیاری اسکول قائم ہو جس میں تعلیم کے ساتھ تربیت کا بھی بہتر نظم ہو۔ اسی طرح ابتدائی درجہ کے شفاخانے پر کھولے جائیں تاکہ کمزور طبقہ کو علاج و معالجہ میں آسانی مل سکے۔ مسجد کا سنگ بنیاد حضرت نائب امیر شریعت نے رکھا اور آپ کی دعا پر اجتماع کا اختتام ہوا۔ اس اجتماع میں ضلع ارریہ کے علماء، ائمہ اور سیاسی و سماجی کارکنان اور تنظیموں کے ذمہ داران بھی بڑی تعداد میں موجود تھی۔

امارت شرعیہ ایک دستوری ادارہ اور ملت کا عظیم سرمایہ ہے: قائم مقام ناظم

امارت شرعیہ ایک دستوری ادارہ اور قوم و ملت کا عظیم سرمایہ ہے، جس کا ماضی روشن، حال تابناک اور مستقبل پر امید ہے، امارت شرعیہ کے تمام کام خلوص وللّٰہیت اور جذبۂ خدمت سے انجام پاتے ہیں، لاک ڈاؤن کے بعد امارت شرعیہ کے تمام شعبہ جات کھل گئے، اور نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد صاحب رحمانی قاسمی مدظلہ کی قیادت میں تمام شعبے اپنے کاموں کو بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں۔

مگر افسوس کہ کچھ لوگ امارت شرعیہ کے آٹھویں امیر شریعت اور ان کے انتخاب کو لیکر سوشل میڈیا، پرنٹ میڈیا پر ہنگامہ برپا کر رہے ہیں، جو کسی طرح مناسب نہیں، ہر ادارہ اور تنظیم کا اپنا اپنا دستور ہوتا ہے، امارت شرعیہ میں بھی انتخاب امیر کے لئے ارباب حل وعقد کی باوقار اور ذمہ دار مجلس موجود ہے جو ان شاء اللہ حسب ضابطہ و دستور امارت شرعیہ امیر منتخب کرے گی، اور امارت شرعیہ کو ماضی کی طرح لائق و فائق امیر شریعت ملیں گے، میں تمام لوگوں سے گذارش کرتا ہوں کہ اپنے اپنے کام اور اپنی ذمہ داریوں پر توجہ رکھیں، امارت شرعیہ الحمدللہ خود اہل ہے کہ اپنے ارباب حل وعقد کے ذریعہ انتخاب امیر کا مرحلہ طے کرے، ۲۶/ جون کو محترم جناب حسن احمد قادریؒ ناظم جمعیۃ علما بہار کی کی تعزیتی نشست میں شرکت کی دعوت ان کے صاحبزادہ جناب ڈاکٹر فیض صاحب نے بذریعہ فون مجھے دی، میں تعزیتی نشست میں شریک ہوا، ان کی خدمات اور ناقابل فراموش کارنامے اس لائق تھے کہ اس میں میری حاضری ہو، اللہ تعالیٰ ان کو کروٹ کروٹ راحت وسکون عطا فرمائے، میرے آنے کے بعد دوسرے ایجنڈا کے ساتھ امارت شرعیہ کے انتخاب امیر اور بعض لوگوں کی طرف سے دستخطی مہم کی بھی بات آئی، اور اخبارات میں وہ خبر شائع ہوئی، اخبارات کی ہیڈنگ اور اس کے نیچے دوسروں کے ساتھ میری تصویر سے یہ تاثر ہوتا ہے کہ میں تعزیتی نشست کے بعد بھی دوسرے ایجنڈوں میں شریک تھا جو درست نہیں ہے، اس طرح کچھ دنوں سے دوسرے بعض لوگوں کی طرف سے بھی طرح طرح کی باتیں آرہی ہیں، حد تو یہ ہے کہ شخصیات اور ذاتیات پر حملہ سے بھی لوگ گریز نہیں کر رہے ہیں، جو انتہائی تکلیف دہ بات ہے۔

میں ایسے تمام لوگوں سے گذارش کرتا ہوں کہ اللہ کے واسطے اس طرح کی حرکتوں سے ادارہ کو نقصان نہ پہونچائیں، یقیناً رکھیں انتخاب کا کام امارت شرعیہ دستور کی پابندی کے ساتھ انجام دے گی، کسی دوسرے شخص کے لیے اس موضوع پر غیر یقینی ماحول بنانے کا کوئی شرعی اور اخلاقی جواز نہیں، اخیر میں یہ بات عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ کچھ لوگ نہایت ہی نامناسب انداز میں امارت شرعیہ کی خدمات اور اکابرین پر انگشت نمائی کر رہے ہیں جو ہر اعتبار سے غلط ہے، اس سے پرہیز کیا جائے، تاکہ بزرگوں کی شخصیت اور ادارہ کا تحفظ باقی رہ سکے، ہم سب کی ایمانی اور اخلاقی ذمہ داری ہے کہ ہم ہر حال میں امارت کی عظمت کو برقرار رکھیں، اللہ تعالیٰ امارت شرعیہ کی حفاظت فرمائے اور امیر شریعت کے انتخابی مرحلوں کو بحسن وخوبی انجام تک پہونچائے۔

ارریہ میں ہجومی تشدد کا شکار ہوئے محمد اسماعیل کے اہل خانہ سے وفد امارت شرعیہ کی ملاقات

حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی نائب امیر شریعت امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے حکم سے امارت شرعیہ ارریہ کے ایک چھ رکنی وفد نے قاضی شریعت ارریہ مولانا عتیق اللہ رحمانی کی قیادت میں چکنی گاؤں بلاک جوکی ہاٹ ضلع ارریہ پہونچ کر ہجومی تشدد کا شکار ہوئے نوجوان محمد اسماعیل ولد محمد شعیب کے اہل خانہ سے ملاقات کی۔

وفد نے مقتول اسماعیل کے والد شعیب عالم سے تعزیتی کلمات کہے اور مقامی ذمہ داران سے ملاقات کرکے معاملہ کی جانکاری حاصل کی، معلوم ہوا کہ اسماعیل بجلی مستری تھا وہ ایک محنتی اور صاف کردار کا نوجوان تھا کبھی اس کے خلاف چوری وغیرہ کی شکایت درج نہیں ہوئی ہے جیسا کہ قاتلوں نے الزام لگایا ہے اور بعض ہندی اخبارات میں بغیر تحقیق کے شائع بھی ہو رہا ہے، اصل واقعہ یہ ہے کہ 25.26 جون کی درمیانی شب کو مقتول اسماعیل بجلی مستری گھر میں اکیلا تھا، پڑوس کے یادوٹولہ سے روپیش کمار یادو اور نتیش کمار یادو اس کو بجلی ٹھیک کرنے کے بہانے بلا کرلے گئے اور یادوٹولہ میں رات بھر اس کے ساتھ مذکورہ دونوں اشخاص کے علاوہ متعدد جنونیوں نے اذیت ناک تشدد کیا اور صبح جب کہ اسماعیل نزع کے عالم میں تھا اس کو ایک بائک میں لاد کر روپیش اور نتیش نے جوکی ہاٹ ریفرل اسپتال میں ڈال دیا اور یہ الزام لگایا کہ اسماعیل چوری کرنے آیا تھا اس لئے انہوں نے مار پیٹ کی. اس واقعہ کی خبر پھیلتے ہی مقتول کے رشتہ دار وہاں پہنچے اور پھر تھانے جاکر ایف آئی آر درج کروائی، جس کی بنیاد پر پولیس نے پندرہ نامزد ملزمین میں سے دو لوگوں روپیش کمار یادو اور نتیش کمار یادو کو گرفتار کیا، تاہم باقی ملزمان کو پولیس نے تاہنوز گرفتار نہیں کیا ہے، مقامی لوگوں کے مطابق نفرت کا سارا کھیل ستانند یادو ولد نتیانند یادو کے حکم پر کھیلا گیا ہے، جس کا تعلق ایک بڑے نیتا سے ہے، ستانند یادو ایف آئی آر میں ملزم اول ہونے کے باوجود پولیس کی گرفت سے باہر ہے اور اپنے گھر میں دیکھا جارہا ہے، مقامی باشندوں نے مزید بتایا کہ اس سے پہلے بھی ایوب نامی شخص پر الزام لگا کر اسی طرح بھیڑ نے مار دیا تھا، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو بہت ہی مضبوط سیاسی پشت پناہی حاصل ہے، اسماعیل کے والد نے بتایا کہ چوری کا الزام بے بنیاد ہے، یہاں پر کسی بھی تھانہ میں اسماعیل کے خلاف چوری کا معاملہ درج نہیں ہے، ہم لوگ یہاں پر اکثریت میں ہیں اگر چاہتے تو معاملہ بگڑ جاتا، لیکن ہم لوگوں نے قانون کا پاس ولحاظ رکھا، قانون سے کھلواڑ نہیں کیا، لیکن ان لوگوں نے قانون کی دھجیاں اڑاتے ہوئے اسماعیل کو پوری منصوبہ بندی کے تحت مار ڈالا، ان لوگوں کو معلوم تھا کہ اسماعیل گھر میں اکیلا ہے اس کے والد اپنی بیٹی کے یہاں گئے ہوئے ہیں اور دونوں بیویاں مائکے میں ہیں، رات بھر گھر سے غیر حاضری کا کوئی نوٹس لینے والا نہیں ہے، تبھی قتل کی منصوبہ بندی کرنے والوں نے اس کو بجلی ٹھیک کرنے کے بہانے سے بلا کر مار ڈالا، نفرت کے سوداگر ہم لوگوں کو آپس میں لڑانا چاہتے اور یہاں کی پرامن فضا کو مکدر کرنا چاہتے ہیں۔

امارت شرعیہ کے وفد نے اسماعیل کے اہل خانہ کو صبر کی تلقین کے ساتھ قانونی چارہ جوئی میں مدد کی یقین دہائی کرائی اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ جلد از جلد مجرموں کو گرفتار کرے اور مقتول کے وارثان کو معقول معاوضہ دے۔ حضرت نائب امیر شریعت نے رپورٹ موصول ہونے کے بعد فرمایا کہ امارت شرعیہ اپنی روایت کے مطابق ایسے موقع پر مقتول کے اہل خانہ جو نہایت ہی غریب اور کمزور ہیں، ان کی مالی مدد بھی کرے گی اور قانونی راستوں سے مناسب رہنمائی بھی دے گی۔ امارت کے اس وفد میں قاضی شریعت ارریہ مفتی محمد عتیق اللہ رحمانی، مفتی حسین احمد ہمدم، امتیاز انیس عرف لڈو، مولانا محمود ندوی، حافظ معراج خالد اور صحافی عارف اقبال وغیرہ موجود تھے۔

موجودہ حالات میں اصلاحی سرگرمیوں کو بڑھانا ضروری: مولانا عمرین محفوظ رحمانی

گذشتہ 26 جون اتوار کے روز گیارہ بجے خانقاہ رحمانیہ مسجد ہدایت الاسلام مالیگاوں میں اصلاح معاشرہ کمیٹی انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی ایک اہم میٹنگ منعقد ہوئی، جس میں آکولہ، بلڈانہ، امراوتی، واشم، جلگاوں سے علماء کرام اور سرکردہ حضرات شریک ہوئے۔ اس میٹنگ میں شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے سکریٹری اور اصلاح معاشرہ کمیٹی کے کل ہند کنوینر حضرت مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی صاحب نے کہا کہ آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ ملک کے مسلمانوں کا متحدہ پلیٹ فارم ہے، اس کے قیام کا بنیادی مقصد تحفظ شریعت، وحدت ملت اور اصلاح امت ہے، بورڈ اپنے قیام سے لے کر اب تک کامیابی کے ساتھ ساتھ ان محاذوں پر اپنی خدمات انجام دے رہا ہے، انہوں نے بتایا کہ بورڈ کا ایک اہم شعبہ اصلاح معاشرہ بھی ہے جس کے ذریعہ بڑے پیمانے پر اصلاحی سرگرمیاں انجام پارہی ہیں۔ گزشتہ دنوں اصلاح معاشرہ کمیٹی کے زیر اہتمام ملک بھر میں اہتمام کے ساتھ آسان اور مسنون نکاح مہم چلائی گئی، ملک کے مختلف صوبوں اور علاقوں میں قائم اصلاح معاشرہ کمیٹیوں کے ذمہ داران نے اس مہم میں بھرپور طریقے سے حصہ لیا جس کے بڑے اچھے نتائج وثمرات سامنے آئے، اور مختلف علاقوں میں بغیر جہیز کے مسنون طریقہ پر نکاح کی تقاریب منعقد ہوئیں۔ فی الوقت اصلاح معاشرہ کمیٹیاں اپنے اپنے علاقوں میں اصلاحی کاموں میں سرگرم ہیں، اور ان کمیٹیوں کے ارکان اخلاص واہتمام کے ساتھ اصلاحی سرگرمیاں انجام دے رہے ہیں۔

Scanned with CamScanner

مسلمان اور تعلیم

مولانا سہیل احمد ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ

اس وقت دنیا کے منظر نامے میں مسلمان اپنے وجود و بقاء کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ کہنے کو تو ۵۷ ممالک ایسے ہیں، جہاں مسلمانوں کی حکومت قائم ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ سب مغربی ممالک کی کٹھ پتلی سرکاریں ہیں۔ مغربی ممالک ان پر حقیقی معنی میں حکومت کرتے ہیں۔ یہ مسلم ممالک مغربی ممالک کے اشاروں پر منصوبہ بندی کرتے ہیں اس لئے وہ ان کی مرضی کے بغیر ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھا سکتے ہیں۔ ان کی پسماندگی کا المیہ اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے کہ تیل کے چشمے عرب ممالک میں ہیں اور اس کی قیمت امریکہ طے کرتا ہے، آخر ایسا کیوں؟ وجہ ظاہر ہے کہ ان پر جہالت کے سیاہ بادل چھائے ہوئے ہیں اور تعلیم وتہذیب کے میدان میں پسماندگی کے شکار ہیں۔

دراصل تعلیم کسی بھی قوم کے لئے ترقی کا سب سے اہم اور بنیادی عنصر ہے۔ آج جو قومیں علم میں کمال پیدا کرتی ہیں اور اس کی روشنی سے استفادہ کرتی ہیں وہی قومیں سائنس اور ٹکنالوجی کے میدان میں ترقی کر کے دنیا پر حکمرانی کے خواب کو شرمندہ تعبیر بھی کر سکتی ہیں۔ جبکہ عالم یہ ہے کہ پوری دنیا میں مسلمان تعلیم کے لحاظ سے نہایت ہی پیچھے ہیں۔ سائنس اور ٹکنالوجی کے میدان میں یورپی ممالک ان پر چھائے ہوئے ہیں۔ مسلم ممالک میں تیل سے حاصل شدہ دولت کی اگر ایک چوتھائی بھی تعلیم اور سائنس وٹکنالوجی پر خرچ کر دیا جائے تو پورے عالم اسلام میں ایک انقلاب بپا ہو جائے، اور عالم اسلام مغربی بیساکھی پر چلنے کے بجائے اپنے قدموں پر کھڑا ہونے کے قابل ہو جائے گا۔ اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ بائیس عرب ملکوں میں جس قدر ترجمہ اور تالیف کا کام ہوتا ہے، اس سے زیادہ صرف یورپ کے ایک چھوٹے سے ملک یونان میں ہوتا ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق پوری عرب دنیا میں سالانہ تین سو کے قریب کتابوں کا ترجمہ ہوتا ہے جس میں مذہبی اور مسلکی نوعیت کی کتابیں بڑی تعداد میں ہوتی ہیں۔ سائنس، ٹکنالوجی اور ماڈرن علوم پر جو کام ہوتا ہے وہ تقریباً صفر ہے جب کہ صرف یونان میں سائنس، ٹکنالوجی اور ماڈرن علوم پر جن کتابوں کا ترجمہ ہوتا ہے، وہ عرب ممالک میں ترجمہ ہونے والی کتابوں کا پانچ گنا ہوتا ہے۔

دنیا کے ۵۷؍مسلم ممالک جو کہ آرگنائزیشن آف اسلامک کوآپریٹرز (OIC) کے ممبر ہیں ان میں کل ۱۸۰۰؍یونیورسیٹاں ہیں، اس میں سے صرف ۳۹۰؍ایسی یونیورسٹیاں ہیں جہاں سے جرنلز شائع ہوتے ہیں۔ جب کہ صرف بھارت میں ایک ہزار سے زیادہ چھوٹی بڑی یونیورسیٹیاں ہیں اور امریکہ میں چار ہزار سے زیادہ یونیورسٹیاں و دیگر ڈگری گرانٹ کرنے والے تعلیمی ادارے ہیں اور اسی کے ساتھ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مسلم ممالک کی یونیورسیٹیوں میں جدید علوم سے زیادہ اسلامی علوم وفنون، عربی اور لٹریچر پر توجہ دی جاتی ہے۔

وطن عزیز ہندوستان کے مسلمانوں کی تعلیمی صورت حال بھی حد درجہ تشویشناک ہے۔ یہاں قومی سطح پر مسلمانوں میں خواندگی کی شرح سکینڈری سطح پر ۲۷ اور ہائر سکینڈری سطح پر صرف ۴۸؍فیصد ہے جو کہ شیڈول کاسٹ سے بھی کم ہے، شیڈول کاسٹ میں یہ شرح بالترتیب ۸۶؍اور ۶۰؍فیصد ہے۔ مجموعی شرح خواندگی کی بات کی جائے تو مسلمانوں میں شرح خواندگی ۵۹؍فیصد ہے، جس میں مردوں کی شرح خواندگی ۶ء۶۷؍فیصد اور خواتین کی شرح خواندگی ۵۰؍فیصد ہے، یہ ملک کی اوسط خواندگی کی شرح سے اور ملک میں بسنے والے دیگر تمام مذاہب سے بھی کم ہے۔ ملکی اوسط کی بات کی جائے تو مجموعی شرح خواندگی ۸ء۶۴؍فیصد ہے، جس میں مردوں کی شرح خواندگی ۳ء۷۵؍فیصد اور خواتین کی شرح خواندگی ۷ء۵۳؍فیصد ہے۔ یہ تو قومی سطح کی بات ہے لیکن اگر گاؤں اور شہر کو الگ الگ کر کے دیکھیں تو گاؤں کے مسلمان تعلیمی طور پر زیادہ پسماندہ ہیں۔ مسلمانوں کے بارے میں عموماً یہ تصور عام کیا جاتا رہا ہے کہ وہ اپنے بچوں کو زیادہ سے زیادہ دین ہی کی تعلیم دلواتے ہیں۔ لیکن سچر کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق مسلمانوں کے صرف چار فیصد بچے ہی دینی مدارس میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ یہ اعداد و شمار صرف عام لوگوں کے لئے ہی نہیں بلکہ خود مسلمانوں کے لئے بھی کسی المیہ سے کم نہیں ہے کہ ہندوستان میں صرف چار فیصد مسلم بچے دینی تعلیم کے حصول میں کوشاں ہیں۔ جب کہ آبادی کے تناسب سے یہ اعداد و شمار کم از کم ۵۰ فیصد تو ہونا ہی چاہئے لیکن مسلمان عصری تعلیم تو کجا، دینی تعلیم میں بھی حیرتناک طور پر پسماندگی کے شکار ہیں۔

جہاں مسلمانوں میں ناخواندگی کا تناسب ملک میں سب سے زیادہ ہے، ۴۱؍فیصد مسلمان ناخواندہ ہیں، جو کہ ہندوستان میں بسنے والے تمام مذاہب سے زیادہ ہے، مسلمان لڑکیوں میں تو ناخواندگی کا تناسب ۵۰؍فیصد ہے شہری اور دیہاتی علاقوں سے مقابلہ کیا جائے تو شہری علاقوں کی مسلم آبادی میں ناخواندگی کا تناسب ۵ء۳۴؍فیصد ہے جبکہ دیہاتوں میں رہنے والی مسلم آبادی کا ۱ء۴۸؍فیصد حصہ غیر خواندہ ہے، غیر خواندہ افراد کی اتنی بڑی تعداد کے علاوہ ایک بڑا مرض مسلم معاشرہ میں یہ بھی ہے کہ جو بچے اسکول یا مدرسوں میں پڑھنے کے لئے جاتے ہیں، ان میں بڑی تعداد دوران تعلیم ہی اسکول و مدرسہ چھوڑ دیتی ہے، تعلیمی انقطاع (Drop out) کی بھی سب سے بڑی تعداد مسلمانوں میں ہی ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق ۶؍سے چودہ سال کی عمر کے ۲۵؍فیصد مسلم بچے یا تو کبھی اسکول نہیں گئے یا انہوں نے درمیان میں ہی اپنی تعلیم منقطع کر لی۔

ہندوستان میں مسلمانوں کی تعلیمی پسماندگی کی یہ وہ حیرتناک اور چشم کشا پہلو ہے جن کی بناء پر آج ہم مسلمان اپنے ہم وطنوں سے بہت پیچھے ہیں اور پورے ہندوستانی معاشرے میں مسلمان نہایت ہی بے وقعت ہو کر رہ گئے ہیں۔ ملک کو آزاد ہوئے سات دہائیوں سے زیادہ کی مدت گذر گئی، لیکن مسلمانوں سے بے وقعتی دور نہ ہو سکی۔ مسلمانوں کی جانب سے تعلیم پر اتنی توجہ نہ دی جا سکی جتنی کی ضرورت تھی، شاید کہ مسلمان یہ بھول گئے کہ تمام تر ترقیات اور خوش حالی کی شاہ راہیں تعلیم ہی سے گذرتی ہیں۔ اس لئے کہ مذہب کی بنیاد ہی تعلیم وتعلم پر ہے اور اس کے مقدس پیغمبر معلم کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی پہلی آیت تعلیم کے نور سے منور ہے۔

مسلمانوں میں دینی وعصری تعلیم سے دوری کے سبب پیدا شدہ عبرت ناک اور تشویش ناک پسماندگی کے اس عالمی تناظر میں باوقار زندگی گذارنے کے لئے تعلیم کا حصول نہایت ضروری ہے۔ مسلمانوں کو اپنا کھویا ہوا وقار واپس لانے کے لئے دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم کے میدان میں بھی کامرانیوں کا علم بلند کرنا بے حد ضروری ہے۔ عصری تعلیم کے حصول کے بغیر ہم ترقی یافتہ قوموں کے شانہ بہ شانہ نہیں چل سکتے۔ مسلمانوں کی تعلیمی، معاشرتی اور معاشی پسماندگی میں جہاں حکومتوں کے متعصبانہ رویہ اور لگاتار نظر انداز کرنے کی روایت کا دخل ہے، تو دوسری طرف ہماری بے حسی بھی کم قصوروار نہیں ہے، اس لیے ہم سب کو خود احتسابی کی ضرورت ہے۔ اس تشویشناک صورت حال سے نکلنے کے لئے مسلمان کو اپنی اولاد کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دینی چاہئے۔ غیر ضروری اخراجات پر کنٹرول کریں اور اپنی اولاد کے تعلیمی اخراجات کو ترجیح دیں تاکہ ان میں لیاقت اور صلاحیت پیدا ہو اور وہ پوری امت کے لئے اثاثہ بن سکیں۔ مسلمان اس نکتہ کو بھی ہمیشہ اپنے پیش نظر رکھیں کہ ملک کے باوقار اور اعلیٰ مناصب حاصل کرنے کے بعد ہی عزت و بلندی پا سکتے ہیں اور اسی کے ذریعہ وہ ملک وملت کی تعمیر کر سکتے ہیں۔

اسی کے ساتھ اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ مسلمان زیادہ سے زیادہ تعداد میں مدارس، مکاتب، پرائمری اسکول، ہائی اسکول سے لیکر کالج، انجنیرنگ کالج و میڈیکل کالج وغیرہ قائم کرنے پر توجہ دیں۔ انہیں اس حقیقت کو بھی سامنے رکھنا چاہئے کہ چھوٹے یا بڑے تعلیمی اداروں کے قیام کے لئے انہیں حکومت سے کچھ زیادہ مدد ملنے والی نہیں ہے۔ لہذا اس صورت حال میں انہیں اپنے وسائل پر بھی بھروسہ کرنا ہوگا۔ اس لئے کہ یہ دیکھا گیا ہے کہ وہی ملت ترقی کے مدارج طے کرتی ہے جو اپنے وسائل پر بھروسہ کرتی ہے۔ جس کے اندر کچھ کر دکھانے کا حوصلہ ہوتا ہے اور ان سب سے بڑھ کر یہ کہ جس کے اندر اجتماعی فکر اور اجتماعی عمل کے جذبہ کے ساتھ ایثار وقربانی کا جذبہ بھی ہوتا ہے۔

ہندوستان میں مسلمان کی آبادی تقریباً ۱۸؍فیصد ہے۔ اگر یہ آبادی پوری طرح تعلیم یافتہ ہو جائے تو اقتصادی اور سماجی اعتبار سے وہ اتنی طاقتور ہو جائیگی کہ قومی وسیاسی معاملات میں بھی اس کو کوئی نظر انداز نہیں کر سکتا۔ اس ضمن میں اس کی وضاحت کر دینا بے موقع نہیں ہوگا کہ مسلمان مذہبی اور عصری دونوں نوعیت کی تعلیم پر توجہ دیں۔ ان کے لئے دینی تعلیم بنیادی اہمیت کا حامل ہے کیوں کہ اسی کی وجہ سے ان کا تشخص برقرار رہے گا اور عصری تعلیم کی اس لئے اہمیت ہے کہ وہ مقابلہ کے اس دور میں مضبوطی کے ساتھ کھڑے ہونے کا حوصلہ دے گا یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ لڑکوں کی تعلیم کے ساتھ لڑکیوں کی تعلیم بھی ضروری ہے۔ اگر ہم کسی لڑکے کو تعلیم یافتہ بناتے ہیں تو اس کی تعلیم صرف اسی کی حد تک محدود رہتی ہے لیکن اگر ہم کسی لڑکی کو اچھی سے اچھی تعلیم دلاتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم ایک پورے خاندان کی تعلیم کے لئے بنیاد فراہم کر دیتے ہیں۔ تعلیم کے معاملے میں لڑکے اور لڑکیوں کے درمیان کسی طرح کی تخصیص یا کسی طرح کا امتیاز نہیں برتنا چاہئے۔ خواہ وہ مذہبی تعلیمی ہو یا دینی۔ اسلامی نظریۂ تعلیم میں مرد وعورت کے درمیان تعلیم کے معاملہ میں کوئی امتیاز نہیں رکھا گیا ہے، بلکہ دونوں کو تعلیم حاصل کرنے کا یکساں مواقع فراہم کیا گیا ہے۔ اسلام نے عورتوں کو دینی و دنیوی تعلیم کی نہ صرف اجازت دی ہے بلکہ ان کی تعلیم وتربیت کو بھی اتنا ہی اہم قرار دیا ہے جتنا مردوں کی تعلیم وتربیت کو ضروری قرار دیا ہے۔

اسی طرح مسلم بچوں سے تعلیمی انقطاع کو ختم کرنے کی کوشش بھی کرنی چاہئے، تعلیمی انقطاع کی وجوہات میں سے سب بڑی وجہ معاشی تنگی ہے، للہذا اہل ثروت لوگوں کو اس میدان میں آگے آنا چاہئے۔ غریب لڑکوں اور لڑکیوں کی کتابوں اور تعلیمی فیس تعاون کرنا چاہئے تاکہ وہ اپنی تعلیم مکمل کر سکیں۔

یاد رکھئے قوموں کی ترقی کی عبارت تعلیم سے ہی لکھی جاتی ہے، اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ بحثیت قوم ہم پھر سے وہ سربلندی حاصل کر سکیں جس کا ڈنکا کسی زمانے میں پوری دنیا میں بجتا تھا، تو ہمیں پھر سے اپنے اندر زہراوی، ابن خلدون، ابن سینا اور ابن ہیثم جیسی شخصیتوں کو پیدا کرنا ہوگا۔

(**بقیہ قانون مجرم کی پشت پناہی**........ قانون اسی لئے ہوتا ہے کہ نظام کو درست رکھا جا سکے، عدالت کے مسائل کو عدالت میں حل کیا جائے، پولیس اسٹیشن کے مسائل وہیں حل ہوں؛ لیکن بدقسمتی سے ملک کے کچھ افراد نے قانون کو مذاق بنا رکھا ہے، خود ساختہ تنظیمیں وجود میں آتی ہیں اور مختلف ناموں کا استعمال کرتے ہوئے قانون کی دھجیاں اڑاتی ہیں، جس کی سب سے اہم وجہ ایسے افراد کی طرف سے حکومت کی ناکامی ہے، بلکہ بعض موقعوں سے یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ حکومت کے ذمہ دار لوگ ایسے افراد کی پیٹھ ٹھونکتے ہیں، جو اس طرح قانون کی دھجیاں اڑاتے ہیں، حکومت کو سمجھنا چاہئے کہ مجرم مجرم ہی ہوتا ہے، بالکل اسی طرح جس طرح شیر شیر ہوتا ہے، جب تک اسے نوالہ ملتا رہے، اور اس کا پیٹ بھرا رہے، اس وقت تک وہ دم ہلاتا رہتا ہے، لیکن جب نوالہ ملنا بند ہو جائے تو پھر وہ اسی کو اپنا نوالہ بنا لیتا ہے جو روزانہ اسے نوالہ دیا کرتا تھا، یہی حال مجرموں کا ہوتا ہے، جب تک نوالہ ملے گا وہ ٹھیک رہیں گے اور آپ کے آگے پیچھے دم ہلائیں گے جیسے ہی آپ کی طرف سے نوالہ بند ہوا یا آپ سے زیادہ خوراک کسی نے دی بس وہ آپ ہی کو پٹکا کر چھوڑیں گے، دنیا کی آنکھ نے اس طرح کئی مثالیں دیکھی ہیں، خود اس ملک کے کئی سیاسی رہنماؤں کے ساتھ ایسا ہو چکا ہے کہ خود اسی کے باڈی گارڈ نے اسے گولیوں سے بھون دیا ہے، اس لئے مجرموں کی پشت پناہی کی بجائے ان کو کیفر کردار تک پہونچانا حکومت کا مقصد ہونا چاہئے، ورنہ یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ عوام ایک مدت تک ظلم کو برداشت کرتے ہیں، جب پانی سر سے اونچا ہو جاتا ہے تو پھر تخت وتاج کو وہ اچھال دیتے ہیں، عرب کے کئی ملکوں میں اس کے نمونے دیکھے جا سکے ہیں، اس ملک کے کئی پڑوسی ممالک میں ایسی صورت پیدا ہو چکی ہے، بعض ملکوں میں تو وہ فوجی انقلاب بھی پیدا ہو چکا ہے، آج برما کی حالت دیکھئے جو کل نہتے عوام پر گولی چلوا رہی تھی آج وہ خود سلاخوں کے پیچھے ہیں، ہمارے ملک میں ایسی نوبت تو نہیں آئی اور امید ہے کہ ایسی نوبت نہیں آئے گی لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مجرموں کو کھلے سانڈ کی طرح چھوڑ دیا جائے کہ وہ جو چاہے کرتے پھرے، اس سے تو پھر لاء اینڈ آرڈ کا مسئلہ پیدا ہوگا۔

Scanned with CamScanner

اردو زبان وادب کا تاریخی پس منظر

محمد اکرام الحق ندوی

اردو ہندوستان کی 22 قومی زبانوں میں سے ایک ہے، وہ اپنی چاشنی، حلاوت، مٹھاس اور نغمگی میں ہندوستان کی تمام زبانوں سے فائق وبرتر ہے، اس کے اندر حسن کولری میں پروکر بیان کرنے اور راز کائنات کو خوبصورت مرقع میں پیش کرنے کی جو صلاحیت موجود ہے اس کا عشر عشیر بھی ہندوستان کی کسی زبان کو نصیب نہیں، اس وقت اردو کی شہرت ہندوستانی سرحدوں کو عبور کر کے انگلینڈ وامریکہ، کناڈا وجاپان، ڈنمارک، ناروے اور سوئیڈن تک پہونچ چکا ہے، ہر جگہ اس کی دھوم مچی ہوئی ہے، تھوڑے سے تصرف کے بعد داغ دہلوی کا یہ شعر اردو کی شہرت کے بالکل مناسب حال ہے۔

اردو ہے جس کا نام ہمیں جانتے ہیں داغ سارے جہاں میں دھوم ہماری زباں کی ہے

اردو نے مختلف زبانوں، بولیوں، تہذیبوں اور ثقافتوں کے عطر کشید کر اپنے اندر اس طرح سمویا اور اس خوبی سے ان کو برتا ہے کہ ماہر لسانیات اور علمائے زبان اردو کی ابتداء وارتقا اور اس کے مولد ومسکن کے بارے میں غچہ کھا جاتے ہیں، اتنی بات تو سب مانتے کہ اردو ہندوستان کی کوکھ سے جنم لی ہے، اختلاف اس کے بچپن اور ابتدائی نشو ونما میں ہے۔ میر امن دہلوی نے اردو زبان کو ایک مخلوط زبان قرار دیا ہے، وہ اپنی کتاب "باغ وبہار" کے دیباچہ میں لکھتے ہیں "جب اکبر بادشاہ تخت پر بیٹھے تب چاروں طرف کے ملکوں سے سب قوم، قدر دانی اور فیض رسانی اس خاندان لاثانی کی سن کر حضور میں آکر جمع ہوئے لیکن ہر ایک کی گویائی اور بولی جدا جدا تھی، اکٹھے ہونے سے آپس میں لین دین سودا سلف سوال جواب کرتے ایک زبان اردو کی مقرر ہوئی" (باغ وبہار: ص: ۷۔۸)

میر امن کا یہ نظریہ بہت مشہور ہوا اور اس کے مطابق ایک مدت تک اردو کو ایک مخلوط زبان قرار دے کر اس کے آغاز کا زمانہ عہد مغلیہ کو تسلیم کیا جاتا رہا، میر امن دہلوی کے برخلاف محمد حسین آزاد نے برج بھاشا کو اردو کی ماں قرار دیا ہے، آزاد اپنے خاص اسلوب نگارش میں لکھتا ہے "اتنی بات تو ہر شخص جانتا ہے کہ ہماری زبان اردو برج بھاشا سے نکلی ہے اور برج بھاشا ہندوستانی زبان ہے" (آب حیات، ص: ۶)

علامہ سید سلیمان ندوی اردو کے ابتدائی ہیولی پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں، "مسلمان سب سے پہلے سندھ پہنچے ہیں، اسلیے قرین قیاس یہ کہ جس کو آج ہم اردو کہتے ہیں اس کا ہیولیٰ اسی وادء سندھ میں تیار ہوا ہوگا" (نقوش سلیمانی ص: ۳۱)

میر امن کی رائے کی تردید کرتے ہوئے سید صاحب لکھتے ہیں "مسلمان عربی اور فارسی زبان لے کر ہندوستان آئے، اس پر دو سو برس بھی گزرنے نہ پائے تھے کہ ایک مشترک زبان یہاں پیدا ہوگئی، اردو شاہ جہاں کے عہد کی یادگار بتائی جاتی ہے، لیکن اصل یہ ہے کہ غوریوں، خلجیوں اور تغلقوں ہی کے زمانہ میں یہ پیدا ہو چکی تھی" (نقوش سلیمانی ص: ۱۰)

اردو زبان کے آغاز وارتقا کے بارے میں ایک اہم نظریہ حافظ محمود شیرانی کا ہے، ان کا نظریہ یہ ہے کہ پنجاب اردو کی جائے پیدائش ہے، کیونکہ مسلمانوں نے ہندوستان میں سب سے پہلے طویل عرصے کے لئے یہیں بود وباش اختیار کی تھی، وہ اپنی مشہور کتاب "پنجاب میں اردو" میں اپنا نظریہ پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں "اردو دہلی کی قدیم زبان نہیں ہے، بلکہ وہ مسلمانوں کے ساتھ دہلی جاتی ہے اور چونکہ مسلمان پنجاب سے ہجرت کر کے جاتے ہیں، اس لیے ضروری ہے کہ وہ پنجاب سے کوئی زبان اپنے ساتھ لے کر گئے ہوں" (پنجاب میں اردو مقدمہ)

اردو کی ابتداء اور ارتقاء کے بارے میں سب سے اہم اور مستند نظریہ پروفیسر مسعود خاں کا ہے، وہ اردو کی جائے پیدائش دہلی اور اس کے نواح کو قرار دیتے ہیں، کھڑی اور ہریانوی بولی کو اردو کی ماں مانتے ہیں "زبان دہلی و پرامنش اردو کا اصل منبع اور سرچشمہ ہے اور حضرت دہلی اس کا حقیقی مولد ومنشا" دہلی و پرامنش کی لسانی اہمیت کے بارے میں لکھتے ہیں "شہر دہلی تین بولیوں کے سنگم پر واقع ہے، جمنا پار مغرب میں ہریانوی رائج ہے، شمال مشرق میں کھڑی اور جنوب میں برج کا علاقہ ہے، اردو کے ارتقاء میں ان تمام بولیوں کے اثرات مختلف زمانوں میں پڑتے رہے ہیں" (مقدمہ تاریخ زبان اردو: ص ۲۳۵) مسعود حسین خاں اردو کے ارتقاء میں برج بھاشا کے اثرات پر بھی زور دیتے ہیں اور برج کو اردو کی بہن کہتے ہیں، لکھتے ہیں "قدیم اردو کی تشکیل براہ راست دوآبہ کی کھڑی اور جمنا پار ہریانوی کے زیر اثر ہوئی ہے، اور جب سولہویں صدی میں آگرہ دارالسلطنت بن جاتا ہے اور کرشن بھکتی کی تحریک کے ساتھ برج بھاشا عام مقبول ہو جاتی ہے تو سلاطین دہلی کے عہد کی تشکیل شدہ زبان کی نوک پلک برجی محاورے کے ذریعے درست ہوتی ہے" (مقدمہ تاریخ زبان اردو ص ۲۳۰)

یہ اردو زبان کے ارتقاء وابتداء اور جائے پیدائش کی سرسری تاریخ ہے۔ اردو ادب کے ارتقاء وابتداء شمالی ہند سے نہیں، بلکہ جنوب ہند سے ہوتی ہے جہاں یہ زبان ایک مہمان کے طور پر پہونچی تھی، لیکن وہاں کے فیاض طبع بادشاہوں نے اس نو وارد زبان کی خوب پذیرائی کی اور اردو ادب کے فروغ میں نمایاں حصہ لیا۔

بہمنی دور کے شاعروں اور ادیبوں میں خواجہ بندہ نواز گیسو دراز، نظامی بیدری، اشرف بیابانی، اور میراں جی العشاق کے نام قابل ذکر ہیں فخر دین نظامی کی مثنوی "کدم راؤ پدم راؤ" اردو کی پہلی ادبی تصنیف ہے۔

دبستان بیجاپور کے نمائندہ شعراء حسن شوقی، شاہی، نصرتی اور ہاشمی ہیں، جنہوں نے مختلف اصناف سخن میں اپنی شعری صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا، حسن شوقی کی مثنوی "میزبانی نامہ" اور "علی نامہ" اور ہاشمی کی "یوسف زلیخا" عادل شاہی دور کی اہم مثنویوں میں شمار ہوتی ہیں، ملک الشعراء نصرتی دبستان بیجاپور کا ایک قادر الکلام وبلند رتبہ شاعر ہے، اس کا شمار نمائندہ قصیدہ نگاروں میں ہوتا ہے۔

سلطان محمد قلی قطب شاہ کو اردو کا پہلا صاحب دیوان شاعر ہونے کا اعزاز حاصل ہے، اس کے دیوان میں غزلوں کے علاوہ قصیدے، رباعیاں، اور مختلف موضوعات پر نظمیں بھی ملتی ہیں، قلی قطب شاہ کا دیوان، سادگی، روانی، برجستگی، سلاست اور حقیقت نگاری کا بہترین نمونہ ہے۔ ملا وجہی قطب شاہ کے دربار کا ملک الشعراء اور صاحب طرز ادیب تھا، اس کی طبع زاد مثنوی "قطب مشتری" نہ صرف قطب شاہی عہد کی ایک لاجواب تصنیف ہے بلکہ اردو مثنوی کی تاریخ میں ایک اہم مقام کی مستحق ہے، وجہی ایک بلند پایہ شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ باکمال نثر نگار بھی تھا، اس کی تصنیف "سب رس" نہ صرف دکنی اردو کی شاہکار تخلیق ہے بلکہ اردو نثر کے دو یا تین منتخب نثری شہ پاروں میں شمار ہوتی ہے۔ محمد قلی قطب شاہ اور وجہی کے بعد قطب شاہی دور کا سب سے بڑا شاعر غواصی تھا، اس کی تصنیفات "میناست ونتی" "سیف الملک وبدیع الجمال" اور "طوطی نامہ" اردو نثر نگاری کی تاریخ میں بلند مقام کی حامل ہیں۔ غواصی کے بعد اس دور کے شعراء میں ابن نشاطی نے سب سے زیادہ شہرت حاصل کی، اس کی صرف ایک مثنوی "پھول بن" دستیاب ہوئی ہے، (یہ مثنوی راقم السطور کے پاس موجود ہے) لیکن شاعرانہ خوبیوں کی وجہ سے یہ اردو کی لازوال تصنیف میں شمار کئے جانے کی لائق ہے۔

جب دکن میں اردو کے بڑے بڑے شعراء اور نثر نگار پیدا ہو رہے تھے اس وقت دہلی میں اردو روزمرہ کی زبان تھی، دربار شاہی اور شرفاء کی مجلسوں میں نہ باریاب ہوئی تھی اور نہ لکھنے پڑھنے کی زبان بنی تھی۔

اٹھارویں صدی کی ابتدا میں ولی دکنی کی دہلی آمد ہوتی ہے اور دہلی کے فارسی گو شعراء ولی کے کلام سن کر اس کا حوصلہ پاتے ہیں کہ وہ بھی اس زبان نوخیز میں لوگوں کو حسن وعشق کی حکایات سنائیں، یہیں سے اردو ادب کے ایک نئے باب کا آغاز ہوتا ہے، اٹھارویں اور انیسویں صدی کو اردو کلاسیکل شاعری کا سنہرا دور مانا جاتا ہے، جب اردو کی لطافت اور چاشنی اپنے عروج پر تھی، اسی حسین دور کے خوبصورت یادگار میر تقی میر، مرزا رفیع سودا، خواجہ میر درد، مرزا مظہر جان جاناں، مومن خاں مومن، شیخ ابراہیم ذوق، بہادر شاہ ظفر، اور مرزا اسد اللہ خان غالب ہیں، جنہوں نے اردو کے گیسوئے برہم کی مشاطگی میں نمایاں حصہ لیا، یہ شعراء اردو زبان وادب کے آبرو اور مایہ افتخار ہیں۔

لکھنوی شعراء شیخ قلندر بخش جرات، انشاء اللہ خان انشاء، غلام ہمدانی مصحفی، شیخ امام بخش ناسخ، خواجہ حیدر علی آتش، میر انیس ومرزا دبیر نے بھی اردو کے حسن کو نکھارنے، شیریں بنانے اور نئی نئی تراکیب ایجاد کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ شمالی ہند میں اردو نثر نگاری کی ابتدا فضلی نامی شاعر ۱۱۴۰ سے ہوتی ہے، جس نے "مجلس" نامی ایک کتاب لکھی، اس تصنیف کے چند دنوں بعد میر محمد حسین دہلوی نے احمد شاہ درانی کے زمانہ میں "فصول الحکم" کا ترجمہ کیا، مرزا غالب کے خطوط نے اردو کو بلند نثری معیار عطا کئے۔

یہ انفرادی کوششیں تھیں، اردو نثر نگاری کے فروغ کی اجتماعی کوشش فورٹ ولیم کالج کلکتہ میں انجام پائی، جہاں دہلی اور لکھنؤ کے ممتاز ادباء اور اصحاب قلم جمع کیے گیے اور ان سے اردو میں کتابیں تصنیف کرائی گئیں، سید حیدر بخش نے طوطا کہانی لکھی، جس میں غواصی کی طوطی نامہ کو اپنے زمانے کی اردو زبان کا جامہ پہنایا، میر امن دہلوی نے "باغ وبہار" آراستہ کیا۔

مولوی حفیظ الدین پروفیسر فورٹ ولیم کالج نے ابوالفضل کی کتاب "عیار دانش" کا ترجمہ "خرد افروز" نام سے کیا، جو عربی میں کلیلہ ودمنہ کے نام سے مشہور ہے، میر شیر علی افسوس نے شیخ سعدی کی گلستاں کا ترجمہ کیا، اور اس کا نام "باغ اردو" رکھا اور ڈاکٹر گل کرائسٹ نے (جو فورٹ ولیم کالج کے صدر تھے) اردو زبان کے قواعد قلم بند کیے اور اردو زبان کی لغت لکھی۔

۱۸۵۷ انقلاب کے بعد اردو نے کروٹ بدلی قصوں، کہانیوں، اور گل وبلبل کی حکایات کو خیرباد کہا، غم جاناں کی جگہ غم دوراں کو اہمیت دینے لگی اور اس کا سہرا سرسید کے سر باندھتا ہے، ان کی کوششوں سے اردو کے نثری اصناف ناول، سوانح، خاکہ، مضامین، مقالہ، تاریخ نگاری اور تنقید نگاری کا ایک طرح سے آغاز ہوا، جدید نظم نگاری کا چرچہ ہوا اور ایک ایسا ادب وجود میں آیا جس میں حقیقت، مقصدیت، اور افادیت کا پہلو نمایاں ہے، بیسویں صدی اردو نثر نگاری اور جدید شاعری کا سنہرا دور ہے، اس صدی میں تمام اصناف ادب میں سربرآوردہ اور باکمال شخصیات پیدا ہوئیں جنہوں نے اردو ادب کو بام عروج پر پہونچا دیا۔

اس صدی کے آسمان شاعری پر حالی، شبلی، اقبال، اکبر الہ آبادی، شاد عظیم آبادی، جوش ملیح آبادی، حسرت موہانی، تلوک چند، جگر مرادآبادی، اصغر گونڈوی، فراق گورکھپوری، اختر شیرانی، ساغر نظامی، اور فیض احمد فیض ستاروں کی مانند چمکتے نظر آتے ہیں، علامہ اقبال کو ان کے درمیان ماہ کامل کی حیثیت حاصل ہے۔ سوانح وخاکہ نویسی میں شبلی، حالی، مولوی عبدالحق، مولانا عبد الماجد دریابادی، رشید احمد صدیقی، علامہ سید سلیمان ندوی، عبدالسلام ندوی، کے نام اور کام روشن وتاباں ہیں، صحافت کے میدان میں مولانا ابوالکلام آزاد، محمد علی جوہر، اور ظفر علی خان نے اپنے جوہر دکھائے، داستان نویسی اور ناول نگاری میں مولانا عبدالحلیم شرر، سجاد حیدر یلدرم، سہیل عظیم آبادی، کرشن چندر، قرۃ العین حیدر کے کارنامے بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ انشاء پردازوں کی ایک طویل فہرست ہے لیکن ان ہزاروں کے درمیان خواجہ حسن نظامی، اور پروفیسر رشید احمد صدیقی کے کارنامے سب سے بلند ہیں، طنز ومزاح میں پطرس بخاری، اور شوکت تھانوی اہم مقام کے حامل ہیں، بیسویں صدی کی انہی چند شخصیات پر اکتفاء کرتے ہیں، اس مضمون میں اس زیادہ کی گنجائش نہیں۔

اکیسویں صدی عیسوی بھی اردو کے ممتاز اور باکمال ادباء، شعراء، ناقدین، ناول نگار، انشاء پرداز، عظیم صحافی، بے باک مضمون نگاروں اور اردو بے لوث خادموں سے مالا مال ہے، جو اردو کے رخ روشن کو نمایاں اور اس حسن کو دوبالا کرنے میں اپنی کوششیں صرف کر رہے ہیں۔

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کر دیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168

Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233

Mobile: 9576507798 رابطہ اور واٹس اَپ نمبر

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔

Facebook Page: http//@imaratshariah

Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah

اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ مزید مفید ودینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ @imaratshariah کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)

Scanned with CamScanner

شخصیت کی تعمیر میں حج کا کردار

مفتی محمد عبداللہ قاسمی، حیدرآباد

حج ایک عظیم الشان عبادت ہے، خالق ومخلوق کے درمیان تعلق وارتباط دائمی وابستگی کا ذریعہ ہے، مساوات اور اجتماعیت کا بہترین مظہر ہے، حج عشق حقیقی کی دبی ہوئی چنگاری کو شعلہ زن کرتا ہے، لقائے حبیب کی شمع تمنا کو فروزاں کرتا ہے، اور بادہ ایمان ومعرفت سے مرجھائے ہوئے قلوب کی کھیتی کو سرسبز وشاداب کرتا ہے، حج وہ انقلاب انگیز عبادت ہے جو انسان کی زندگی کا رخ موڑ دیتا ہے، اور دام نفس میں گرفتار لوگوں کو آزادی کا پروانہ عطا کرتا ہے، یہ وہ سحر آفریں طلسم ہے جو سرکش اور بغاوت پسند انسان کے لئے ہاتھ کی ہتھکڑی اور پاؤں کی زنجیر ثابت ہوتا ہے، گناہوں اور نافرمانیوں کے دلدل سے نکال کر فرماں برداری اور اطاعت شعاری کی راہ پر ڈال دیتا ہے، یہ وہ مئے عشق ہے کہ جس نے اس کے جام لبریز سے قدح خواری کی وہ محبت وعرفاں کے نشہ میں سرشار ہوا اور چمنستان عالم کا گل سرسبد بن گیا۔

حج عشق اور معرفت الٰہی کا قوی ذریعہ ہے، حج کرنے والا شخص سفید احرام میں ملبوس ہوکر کبھی دیوانہ وار کعبۃ اللہ کا چکر لگاتا ہے، کبھی بے خود ہوکر حجر اسود کو بوسہ دیتا ہے، کبھی عشق ووارفتگی کے جذبات سے مغلوب ہوکر صفا اور مروہ کے درمیان دوڑتا ہے، کبھی میدان عرفات میں محبوب حقیقی کی یاد میں آنسو بہا کر اپنی بے قراری اور بے چینی کا اظہار کرتا ہے، اس کی زبان پر صرف ایک ہی ورد: **لبیک اللھم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمة لک والملک لا شریک لک** میں تیرے دربار میں حاضر ہوتا ہوں، اے اللہ میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوتا ہوں، تیرا کوئی ہمسر نہیں تیری بارگاہ میں حاضر ہوتا ہوں، بے شک ہر تعریف اور ہر قسم کی نعمت اور بادشاہت تیرے ہی لئے ہے اور تیرا کوئی ہمسر نہیں ۔ گویا اس کی ہر ہر ادا سے عشق اور معرفت الٰہی کا اظہار ہوتا ہے، اس کی حرکات وسکنات سے محبت ووارفتگی جھلکتی ہے، چنانچہ خوش قسمت انسان کو حج کی توفیق نصیب ہوتی ہے اس کے دل کی کھیتی بادہ عشق سے سرسبز وشاداب ہوتی ہے، غفلت وسرمستی کے خاکستر میں دبی ہوئی ایمان ویقین کی چنگاری شعلہ زن ہوتی ہے، مادیت اور عقل پرستی کی کثافت دور ہوتی ہے، جس کی وجہ سے انسان کی زندگی کا رخ بدل جاتا ہے، اس کی زندگی میں صالح اور خوش گوار انقلاب آتا ہے، وہ لذت کوشی اور خدا فراموشی کو چھوڑ کر آخرت کوش اور جنت کا طلب گار بن جاتا ہے، گناہوں سے کنارہ کش ہوکر خدا کا فرماں بردار اور اطاعت شعار بن جاتا ہے۔

حج کی وجہ سے جہاں انسان کے اندر دیگر اخلاقی خوبیاں پیدا ہوتی ہیں، وہیں حج کی وجہ سے تواضع وخاکساری اور عجز وانکساری کی صفت بھی پیدا ہوتی ہے، حاجی کو پہلے اپنا دیدہ زیب، جاذب نظر اور بیش قیمت لباس اتار کر سادہ اور بن سلے ہوئے احرام پہننے کا پابند بنایا گیا، تاکہ ظاہری آرائش وبناوٹ سے جو دل میں کبر ونخوت عموماً پیدا ہوجاتی ہے، اس کا ازالہ کیا جائے، حالت احرام میں خوشبو اور عطریات کا استعمال ممنوع قرار دیا گیا، کیوں کہ یہ جلوہ افروزی کا وسیلہ ہے، آئینہ دیکھنے اور اپنے زلف وشانہ کو سنوارنے سے روکا گیا؛ کیوں کہ یہ خود پسندی اور خودستائی کا مظہر ہے، کوئی بڑا رئیس ہو یا صاحب اقتدار، رعایا اور محکوموں کے ساتھ اعمال حج کرنے کو ضروری قرار دیا گیا تاکہ اس کے کبر وغرور کا طلسم ٹوٹ جائے، طواف کے دوران لوگوں کے ہجوم میں اگر کسی کا پیر کچلا جائے یا کسی قسم کی تکلیف پہنچ جائے تو صبر وتحمل کا مظاہرہ کرنے کی ترغیب دی گئی، تاکہ انسان میں جو انانیت اور بڑائی کا جذبہ ہے وہ سرد پڑ جائے، گویا حج کے سارے افعال واعمال کو عبدیت کا مظہر اور تواضع وانکساری کا پیکر بنانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

حج کی وجہ سے جہاں اخلاق ورجحانات پر صالح اور خوش گوار اثرات مرتب ہوتے ہیں وہیں حج کرنے والے شخص کی زندگی میں ایک نمایاں تبدیلی یہ ہوتی ہے کہ وہ حرام مال سے پرہیز کرتا ہے، حلال اور طیب مال کمانے کا اہتمام کرتا ہے، حرام اور غیر شرعی طریقے سے حاصل ہونے والے مال سے وہ دور رہتا ہے، جائز اور حلال طریقے سے حاصل ہونے والے مال پر وہ قانع اور مطمئن رہتا ہے؛ کیوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حج جیسے عظیم الشان فریضہ کی ادائیگی کے لئے حلال مال ہونے کو ضروری قرار دیا ہے، حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب آدمی حلال مال لے کر سفر حج کے لئے روانہ ہوتا ہے، اور اپنی سواری کی رکاب پر پیر رکھ کر تلبیہ پڑھتا ہے تو آسمان سے ایک فرشتہ ندا لگاتا ہے: تیرے لئے حاضری اور سعادت ہے، تیرا توشہ حلال، تیری سواری حلال اور تیرا حج مقبول اور مبرور ہے، جس میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ اور جب آدمی حرام مال لے کر حج کے لئے نکلتا ہے اور سواری کی رکاب پر پیر رکھ کر تلبیہ پڑھتا ہے تو آسمان پر ایک فرشتہ ندا لگاتا ہے: تیرا توشہ حرام، تیرا خرچہ حرام اور تیرا حج غیر مقبول ہے۔ (المعجم الاوسط ،حدیث نمبر ۵۲۲۸) ظاہر ہے کہ جو شخص سفر حج کے لئے حلال توشہ اور طیب مال لے کر جانے کا اہتمام کرے گا تو اس کے دل میں نورانیت پیدا ہوگی، ایمان ویقین کی بیش بہا کیفیت اس کے قلب ونظر کی وسعتوں میں جاگزیں ہوگی؛ جس کی وجہ سے وہ حج کے بعد بھی حلال رزق حاصل کرنے کا اہتمام کرے گا اور حرام اور ناجائز ذرائع آمدنی سے کنارہ کشی اختیار کرے گا۔

حج کے بابرکت اجتماع میں مسلمان بڑی تعداد میں ایک جگہ اکھٹے ہوتے ہیں، ایک ہی قبلہ کی طرف رخ کرکے وہ نماز پڑھتے ہیں، یہ لوگ ایک ساتھ مل کر طواف کرتے ہیں، اس سے درحقیقت امت مسلمہ کو اتحاد واتفاق اور اخوت ویکجہتی کا پیغام ملتا ہے، حج کے بابرکت اجتماع سے ہمیں یہی سبق ملتا ہے کہ فروعی اختلافات کے ساتھ ہم آپس میں شیر وشکر ہوکر زندگی بسر کرنے کا عزم مصمم کریں، دوسرے مکتب فکر کے لوگوں کے ساتھ خوش اخلاقی اور نرم خوئی سے پیش آئیں، مخالف کو برداشت کرنے کی عادت ڈالیں، فریق مخالف کے سامنے تحمل مزاجی اور وسعت ظرفی کا ثبوت دیں، اور جب مشترکہ اغراض کو حاصل کرنے کی نوبت آئے تو تمام مسلمان آپسی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں اور اجتماعی طور پر جدوجہد کریں۔

حاجی کی ایک صفت یہ ذکر کی گئی ہے کہ وہ غبار آلود ہوتا ہے، اور اس کے بال بکھرے ہوئے ہوتے ہیں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: اللہ تبارک وتعالیٰ اہل عرفات کو دیکھ کر آسمان والوں پر فخر کرتے ہیں اور فرشتوں سے کہتے ہیں کہ میرے ذرا ان بندوں کو دیکھو وہ میری بارگاہ میں غبار آلود بکھرے بال کے ساتھ آئے ہیں۔ (صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ۲۸۳۹) اسی وجہ سے فقہاء نے لکھا ہے کہ محرم کے لئے عطریات اور خوشبو کا استعمال درست نہیں ہے، اور حالات احرام میں محرم کے لئے کنگھی کرنا ناجائز ہے، ظاہر ہے کہ یہ ظاہری صورت اس شخص کی ہوتی ہے جو کسی بلند مقصد کا دھنی ہو اور اس کے ذہن ودماغ میں صرف مطلوبہ ہدف حاصل کرنے کی فکر سمائی ہوئی ہو، جس کی وجہ سے اسے اپنے ظاہر کی آرائش وزیبائش کا موقع نہیں ملتا، اس کے قلب مضطر کو تو اس وقت چین اور قرار آتا ہے جب اس کے سامنے منزل مقصود جلوہ گر ہوتی ہے، اور خاک منزل سے اس کی چشم تمنا روشن ہوتی ہے، اس سے امت مسلمہ کو ایک پیغام یہ ملتا ہے کہ وہ مقصد ربانی کے لئے جینے کا عزم کریں، دنیا میں رہ کر آخرت کی تیاری کریں، دنیا کے دلفریب اور ہوش ربا مناظر سے اپنا دامن بچائے رکھیں، طاؤس ورباب کی لذتوں میں کھو کر اپنی عاقبت کو خراب نہ کریں، کیوں کہ ہر مسلمان کی منزل مقصود اخروی زندگی ہے، اللہ عزوجل کی خوشنودی حاصل کرنا ہر مسلمان کا مقصود اور مطمح نظر ہے۔

جہاں لوگوں کا ازدحام ہوتا ہے اور بڑا مجمع اکھٹا ہوتا ہے وہاں فطری طور پر لوگوں کو ایک دوسرے سے شکایت ہوجاتی ہے، حج کے موقع پر دنیا کے مختلف علاقوں سے سمٹ کر لوگ جمع ہوتے ہیں، ہر علاقہ کے لوگوں کی زبان اور لہجے میں کافی فرق ہوتا ہے، ہر ایک کے مزاج ومذاق میں بہت تفاوت ہوتا ہے، جس کی وجہ سے ایک کو دوسرے سے تکلیف پہنچ جانا ناگزیر ہے، ایسے وقت میں اگر ہر شخص مزاج کے خلاف بات پیش آنے پر مشتعل ہوجائے اور انتقامی کاروائی کرنے لگے تو حج کی کیف آفرین اور روح پرور فضا متاثر ہوگی۔ اور توجہ وانابت الی اللہ کے بجائے حرم مقدس میں غیظ وغضب کے شرارے بلند ہوں گے، اور آپسی جنگ وجدال کی نوبت آجائے گی، اسی لئے قرآن کریم نے حاجی کو دوران حج جھگڑنے اور جنگ وجدال سے مجتنب رہنے کا پابند بنایا، زبان سے ایسی بات نکالنے سے منع کیا جس سے کسی کے آبگینۂ دل کو ٹھیس پہنچے، اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: **الحج اشھر معلومات فمن فرض فیھن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج** (البقرہ) حج کے متعین مہینے ہیں، جو شخص ان مہینوں میں حج کرے تو زبان سے فحش بات نہ نکالے، نہ گناہ کرے اور جھگڑا کرے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی متعدد احادیث شریفہ میں اس کی تاکید فرمائی ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بیت اللہ کا حج کرے اور زبان سے نہ فحش کلمات نکالے اور نہ گناہ کا ارتکاب کرے تو وہ اس طرح وطن واپس ہوتا ہے جیسے ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔ (مسلم شریف حدیث نمبر ۱۳۵۰) ایک روایت میں ہے: اللہ تبارک وتعالیٰ کو دو عمل سب سے زیادہ محبوب ہیں: جہاد اور حج مبرور جس میں حاجی اپنی زبان سے فحش بات نہ نکالے، گناہ کا ارتکاب نہ کرے اور نہ ہی کسی سے جھگڑا کرے۔ (حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء: ۱۰ر۴۰) اس سے حاجی کو یہ پیغام دینا مقصود ہے کہ جس طرح حج میں اس نے خلاف مزاج بات پیش آنے پر صبر وتحمل سے کام لیا اور دوسروں کی غلطیوں اور کوتاہیوں کو درگزر کیا اسی طرح حج کے بعد بھی وہ عملی زندگی میں وسعت ظرفی اور فراخ دلی کا ثبوت دے، چھوٹی چھوٹی باتوں پر مشتعل ہونے سے گریز کرے، دوسروں کی غلطیوں اور کوتاہیوں کو نظر انداز کرے۔

حج میں محرم کو جہاں دیگر ہدایات دی گئی ہیں وہیں ایک ہدایت یہ بھی دی گئی ہے کہ وہ احرام کی حالت میں کسی جانور کا شکار نہ کرے، شکار کئے ہوئے جانور کو اگر کوئی شخص ذبح کرنا چاہتا ہے، تو محرم اسے چھری نہ دے؛ بلکہ شکار کئے ہوئے جانور کا گوشت بطور ہدیہ قبول کرنا بھی محرم کے لئے ناجائز قرار دیا گیا ہے، یہ دراصل ایک حکم شرعی پر مبالغہ کے ساتھ عمل کرانا ہے، عام حالات میں ایک مسلمانو کو اس بات کا پابند بنایا گیا ہے کہ وہ کسی مسلمان کو ایذا اور تکلیف نہ پہنچائے، اور کوئی ایسا طرز عمل اختیار نہ کرے جس سے کسی کے آبگینہ دل کو ٹھیس پہنچے، لیکن بحالت احرام اس حکم شرعی کا دائرہ جانوروں تک وسیع کرکے حاجی کے قوت احساس کو مہمیز کیا جاتا ہے، زندگی بھر اس کو اس حکم شرعی پر عمل کرنے کا خوگر بنایا جاتا ہے، اس عارضی اور وقتی پابندی کے ذریعہ حقیقت میں حاجی کو مودت والفت، محبت وہمدردی، ایثار وقربانی، صبر وتحمل اور اخوت ویکجہتی جیسے اوصاف عالیہ سے آراستہ کیا جاتا ہے، تاکہ وہ کائنات کا ایک بہترین فرد ثابت ہوسکے، اور کائنات کی ترقی اور تمدن کی تعمیر میں قابل قدر کردار ادا کرسکے۔

لیکن اسے امت مسلمہ کی بدقسمتی کہئے کہ امت کا ایک بڑا طبقہ تمام عبادتوں کو محض ایک رسم کی طرح انجام دے رہا ہے، آج زندگی بھر لوگ نماز پڑھتے ہیں، لیکن ان کی زندگی صفت صلاۃ پر نہیں آتی ہے، ہر سال ماہ رمضان کا روزہ رکھتے ہیں لیکن ان کے اخلاق وکردار میں کسی قسم کی صالح تبدیلی نہیں آتی ہے، کچھ یہی حال حج جیسی اہم اور عظیم الشان عبادت کا ہے، لوگوں نے حج کو محض تفریح اور مذہبی مقامات کی زیارت کا ذریعہ سمجھ لیا ہے، لاکھوں روپے خرچ کرکے حرم مکی میں حاضر ہوتے ہیں، لیکن حج کے تمام آداب اور واجبات کا لحاظ نہیں کرتے ،جس کی وجہ سے حج کے انوار وبرکات سے محروم رہ جاتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

سوشل میڈیا کا بے جا استعمال

محمد یوسف رحیم بیدر

سوشل میڈیا جب سے ایک پلیٹ فارم بن کر آیا ہے، تب سے خصوصاً نوجوانوں میں ایک مسرت اور خوشی کا ماحول ہے۔ سیاسی، لسانی، تہذیبی، مذہبی اور ادبی جہدکاروں نے بھی سوشل میڈیا کو خوش آمدید کہا اور کڑوڑ ہا لوگ اس پلیٹ فارم پر جمع ہو گئے اور اپنی زندگی کے بے حساب گھنٹے اور لاکھوں دن سوشل میڈیا پر صرف کرنے میں مشغول ہیں۔

سماجی علوم کے ماہرین کا خیال ہے کہ سوشل میڈیا کا اس قدر استعمال انسان کو تنہائی پسند بنا تا جار ہا ہے۔ اس کی نفسیات میں تبدیلی آرہی ہے۔ خودکشی کے کیسز میں اضافہ ہوا ہے۔ سوشل سائٹ پر اپنی ویڈیو کلپ بنا کر خودکشی کر لینے کے رجحان میں اضافہ انسانیت کے لئے سوچنے والی بات ہے۔ جو شخص کل تک سوشل میڈیا پر اپنی اور اپنے دوستوں اور گھر بار کی تصویریں ٹیگ اور اپلوڈ (Upload) کرتا تھا، آخر میں وہ اپنی موت کی ویڈیو بھی لائیو نشر کر رہا ہے۔ یہ نفسیات دراصل سماج سے ایک بغاوت ہے، اس میں سماجی ناکامی اور انتظامیہ کی ناکامی کا واضح اشارہ ہے، جس انسان کو دنیا میں جینا ہے وہ اپنے کام کو چھوڑ کر جارہا ہے۔ اپنی زندگی کو ختم کر رہا ہے۔ اگر معاملہ دنیا کو چھوڑنے تک محدود ہوتا تو کوئی بات نہ تھی، چپ چاپ مرجاتا، لیکن یہ کیا بات ہوئی کہ اپنی زندگی کے خاتمہ کو اس نے LIVE کرنا ضروری سمجھا۔ راست نشریات کی نفسیات سماج سے خفگی اور اس سے بغاوت کا اشارہ ہے۔

سیاسی حوالے سے ہم اگر سوشل میڈیا کو دیکھیں تو سب سے زیادہ بے چینی سیاسی گلیاروں میں ملتی ہے، جب تک پرنٹ میڈیا رہا، ایسا نہیں ہوا کہ بہت سے لوگ اپنی پارٹی کا موقف بتانے اور اپنے قائد کی بات سمجھانے کے لیے مختلف مسائل پر بولے جارہے ہوں، جو بھی پارٹی کا ترجمان ہوتا یا صدر، نائب صدر، سکریڑی کسی مسئلہ میں کوئی بات کہہ دیتا اور بات ختم ہوجاتی۔ سوشل میڈیا کی آمد نے سیاست دانوں کو شہرت دینے کے ساتھ ساتھ بہت سے کام پکڑا دئے ہیں۔ اپنی بات رکھنا، اس پر وضاحت دینا تو ٹھیک ہے، لیکن حکومت پر تنقید کرنا، حکومت کو مختلف کام سے روکنے کے لئے ایک ''سیاسی رکاوٹ'' بنانے کا کام سوشل میڈیا پر جس منصوبہ بند طریقے سے ہورہا ہے اس کی مثال پہلے نہیں ملتی تھی۔ اس قدر رقم اور اس قدر افراد سوشل میڈیا میں لگے ہوئے ہیں کہ جس کا عوام کو اندازہ نہیں ہے۔ جو سوشل میڈیا کم قیمت میں آسانی سے عوام کو دستیاب ہے، اس پر بڑے پیانے پر ہونے والا خرچ سیاسی قائدین سے پوچھیں تو اندازہ ہوگا کہ پرنٹ میڈیا کے دور سے زیادہ رقم الیکٹرانک اور سوشل میڈیا کے دور میں خرچ کی جارہی ہے، سیاسی کام اب آسان نہیں رہا۔ نئی اور اقتصادی طور پر کمزور سیاسی پارٹیاں تو اس رقم کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتیں، البتہ محلّہ اور شہر کی سطح پر دس پندرہ کارکنان اپنے سوشل میڈیا اکاونٹ پر اپنی خبروں اور تصاویر کو اپلوڈ کر کے خوش رہ سکتی ہیں۔

کل جب پرنٹ میڈیا میں کوئی اختلافی چیز شائع ہوتی تھی تو دوسرے دن اس کا جواب آتا تھا، درمیان میں کئی گھنٹوں تک سکون رہتا تھا، لیکن سوشل میڈیا آنے اور ہزار ہا چینلوں کی بھرمار کے بعد حالات یوں ہیں کہ سیاست دانوں کو کسی بھی مسئلہ میں فوری جواب دینا ہے، جیسے ہی وہ جواب دے گا، اس جواب کا جواب فریق کے پاس تیار ہے، پھر انھیں جواب دینا ہے، گویا سیاسی زندگی میں اور کوئی کام نہیں ہے، مسلسل لگے رہیے۔ ابتداء میں تو سوشل میڈیا اوسط درجہ کے سیاست دانوں کے لئے بہتر تھا۔ لیکن اب ان کی زندگی اجیرن بن چکی ہے۔ اور جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں، تمام سیاسی پارٹیوں کے پاس میڈیا سیل کے نام پر دراصل ''سوشل میڈیا سیل'' کی باڑھ آئی ہوئی ہے۔ یہ لوگ میڈیا سے مخاطب ہو نہیں سکتے، کیونکہ پارٹیوں نے گراؤنڈ سطح کے ان نئے نوجوانوں کو اس خود ساختہ ''میڈیا سیل'' کا ذمہ دار بنادیا ہے۔ ان کا کام ہے کہ وہ چھوٹے چھوٹے واقعات پر نظر رکھیں اور اپوزیشن میں ہیں تو مسائل کو اٹھائیں اور اقتدار میں ہیں تو اپوزیشن کی جانب سے کئے جانے والے سوالات پر نظر رکھیں اور خود ہی گراونڈ سطح پر جوابات دیتے رہیں، اور ہوسکے تو ہنگامہ بھی کھڑا کردیں، بلکہ ایک دوسرے کے گلے پکڑ لیں۔ جس کو ''ڈیجیٹل سیاسی ہنگامہ'' کہا جاسکتا ہے۔ اس تعلق سے ابھی سروے نہیں ہوا کہ کتنے نوجوانوں کو سیاسی پارٹیوں نے ہائیر کر رکھا ہے لیکن سچ یہ ہے کہ پوری قوم ''اس سیاسی ڈیجیٹل مہاماری'' میں لگی ہوئی ہیں اور معاشرے میں اپنے سیاسی افکار و نظریات پھیلاتے ہوئے پورے معاشرے کو اپنے رنگ میں رنگنا چاہتی ہیں، دس پندرہ سال پہلے ایسا نہیں تھا۔

سیاسی ماہرین کا کہنا ہے کہ سوشل میڈیا کا زمانہ نہیں تھا تب سیاست میں کافی سکون تھا۔ ترقیاتی کام بھی قاعدے اور کوالٹی کے ہوتے تھے۔ اب صرف لیپا پوتی سے کام لیا جارہا ہے تاکہ سوشل میڈیا پر تصاویر اور ویڈیو ڈال کر سیاست دان عوام کو مطمئن کرسکیں۔ ایک اور سیاسی ماہر نے سوال کیا ہے کہ یہ بتائیں سوشل میڈیا کے اس دور میں آیا معاشرہ سکون سے رہ رہا ہے۔ مانا کہ آپ کی آواز فوری طور پر حکومت تک پہنچ رہی ہے۔ جب آپ کی بات حکومت سوشل میڈیا کے ذریعہ سن رہی ہے تو کیا مسائل حل ہورہے ہیں؟ معاشرے میں اگر امن وسکون نہیں ہے تو ایسی مشینوں اور ایجادات سے کوئی فائدہ نہ ہوگا اسلئے سوچئے کہیں سوشل میڈیا کی بدولت اپنا سکون تو غارت نہیں کر رہے ہیں؟ ٹوئیٹر پر ہونے والی سیاست دانوں کی جنگ کو چینلوں نے اپنے ذریعہ عوام تک پہنچا کر سیاست دانوں کو جہاں ہیرو بنایا وہاں ان کی جنگ کو عوام تک پہنچا کر عوام کو آج بھی تالی بجانے والا اور تماشائی ہی بنائے رکھا۔ جمہوریت میں عوام بادشاہ ہے لیکن یہ ایک ایسی مشینی جمہوریت ہے جہاں ہر شخص تماشائی ہے۔ تالیاں بجانا اس کا کام ہے۔ اس سے بڑھ کر عوام کا کوئی رول نظر نہیں آتا۔

کورونا کی مہاماری کے اس عہد میں گذشتہ سوا سال کے درمیان آن لائن پروگرام، کلاسیس، اور ویبینار کا بڑے پیمانے پر تعارف اور استعمال شروع ہوچکا ہے، کہا جارہا ہے کہ آئندہ کے انسان کو آن لائن رہنا ہے، گھر ہی دفتر ہوگا وغیرہ وغیرہ۔ کئی ایک معروف کمپنیوں نے اپنے آن لائن ویبینار مفت چلار کھے ہیں۔ یونیورسٹیز بھی اپنے آڈیٹوریم کا تعارف پورے ملک اور دنیا میں مفت داخلہ کے ذریعہ کروا رہی ہیں۔ اس قدر آن لائن پروگرام اور ویبینار کی بھرمار ہے کہ یاد نہیں رہتا کہ کس کا پروگرام کون سی تاریخ اور کس وقت ہے؟ اس قدر آن لائن ٹریفک اور پروگراموں پر روک ممکن نہیں ہے۔ دوسری جانب انسان اور جنٹلمین یا مستقبل بنانے والے نوجوانوں سے آن لائن پروگراموں نے ان کا سکون چھین لیا ہے۔ طلبہ کے ساتھ بھی یہی کچھ ہورہا ہے۔ شاید آپ میری بات سے متفق نہ ہو کیونکہ آپ نے سوشل میڈیا کی تباہی پر زیادہ غور نہیں کیا ہے۔ اسلئے آپ مجھ سے اتفاق نہ کرنے میں حق بجانب ہوں گے۔

کچھ لوگ کہتے ہیں، سچ ہی کہتے ہوں گے کہ سوشل میڈیا یا انٹرنیٹ کی آمد نے بہت کچھ آسان کردیا ہے، بلکہ انسانی دسترس میں پہنچادیا ہے۔ تاہم کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ انٹرنیٹ کے بے تحاشہ استعمال نے (۱) انسان کو تنہا کردیا ہے (۲) انسان اپنا مقصد زندگی بھول چکا ہے اور انٹرنیٹ کا ناظر بن چکا ہے۔ (۳) انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا چلانا ہی اس کا مقصد زندگی ہے وہ اس کے بغیر جینے کا تصور نہیں کرتا جبکہ بحیثیت انسان اس کو اپنے خالق و مالک اور اس کا کنبہ یعنی انسانوں کی فلاح و بہبود کے لئے جینا ہے۔ (۴) مرد و خواتین کے آپس میں ملنے اور زندگی کرنے کی ضرورت اور حقیقت کو انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا نے پارہ پارہ کردیا ہے، قربتوں کو ہجر اور ہجر کو تصوراتی قربتیں میسر ہیں، گناہ ہر گھر کی کہانی بن چکا ہے۔ (۵) ہر قسم کے جرائم میں بے تحاشہ اضافہ ہوا ہے، جس کا ڈاٹا جمع کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ (۶) سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ کی بے لگام آزادی پر حکومت کنڑول نہیں کرپارہی ہے کیونکہ عوام سمجھتی ہے خود حکومت ظلم کے ہتھیار سے لیس رہ کر برسر اقتدار آئی ہے اس لئے انٹرنیٹ کو لے کر اس کے جائز مطالبات اور انسانی فلاح کے کام بھی عوام کی نظر میں اہمیت نہیں رکھتے۔ (۷) انسان انسان کی صورت سے بیزار اور سوشل میڈیا کا بے دام غلام بن چکا ہے۔ (۸) یہ غلامی امریکہ اور مغربی ممالک کی دین ہے۔ اور اس غلامی کا Ratio ترقی پذیر تماشائی ممالک میں زیادہ ہے۔

مذکورہ نقصانات سے بچنے کے لئے کوشش کریں کہ: (۱) سوشل میڈیا کا استعمال کم کیا جائے بلکہ کم سے کم وقت سوشل میڈیا کو دیں۔ (۲) اپنے مقصد زندگی کو یاد رکھتے ہوئے اپنی زندگی کے قیمتی ترین وقت کو محفوظ کرنے اور مثبت کام میں لگانے کی سعی کریں۔ (۳) انسان سماجی جانور ہے نہ کہ سوشل میڈیائی مخلوق، اسلئے سماج میں رہنے، ایک دوسرے کا دکھ سکھ قریب پہنچ کر ملاقات کے ذریعہ جاننے اور ان کے دکھ سکھ میں شریک ہونے کے اقدامات کئے جائیں، غیر مرد اور غیر عورت کا تصور گناہ سمجھا جائے اور گناہ کرنے پر حکومت اور خدا کی طرف سے ملنے والی سزاؤں کا استحضار ہو۔ (۴) انسان جرائم سے بچے، شرافت انسانی مزاج اور انسانی سماج کی ضرورت ہے۔ (۵) اچھی حکومتوں کو برسر اقتدار لانا عوام کا فریضہ ہے، ایسی حکومتیں جو انسانوں کا مسیحا بن کر حکومت کریں اور اس کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کو عوام اپنا فریضہ سمجھے، ایسی حکومتیں ہی انسانوں کے حق میں بہتر اقدامات کرسکتی ہیں۔ اگر حکومتیں سوشل میڈیا پلیٹ فارم پر پوری پابندی عائد کردیں تب بھی عوام کو یقین ہوگا کہ یہ ہمارے حق میں بہتر ہے۔ (۶) غلامی سوائے اللہ کے کسی کی نہ ہو، انسان صرف احترام کے لائق ہے، لہٰذا ترقی یافتہ ممالک کا احترام کیا جاسکتا ہے لیکن ان کی غلامی نہیں۔

(بقیہ عشرۂ ذی الحجہ : فضائل وخصوصیات)

اللہ تعالی کو باپ بیٹے کی یہ نرالی اطاعت اور فرماں برداری پسند آئی اور قیامت تک آنے والے ایمان والوں کو حکم دیا کہ وہ اس اطاعت کا عملی نمونہ جانور کی قربانی دے کر پیش کریں۔ صحابہ نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا تھا کہ یہ قربانی کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ھی سنة ابیکم ابراھیم" (ابن ماجہ: حدیث نمبر: 3126) کہ یہ تمہارے جد امجد حضرت ابراہیم کی یادگار ہے۔ جن کو اللہ نے وسعت اور گنجائش دی اور وہ صاحبِ نصاب ہیں تو ان کو اپنی جانب سے قربانی کرنا ضروری ہے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: "من کا ن له سعة، ولم یضح فلا یقربن مصلانا" (ابن ماجہ: حدیث نمبر: 3122) کہ جو آدمی وسعت کے باوجود قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کو نہ آئے۔ اور ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: کہ عید والے دن قربانی کے عمل سے زیادہ کوئی عمل اللہ کے نزدیک محبوب نہیں اور قربانی کا جانور قیامت کے دن سینگوں، کھروں، اور بالوں کے ساتھ لایا جائے گا (یعنی تولہ جائے گا) اور اللہ اس کے خون کا قطرہ زمین پر گرنے سے پہلے پہلے قربانی قبول فرمالیتے ہیں، لہذا خوش دلی سے قربانی دیا کرو (ترمذی: حدیث نمبر: 1409)

عیدالاضحیٰ کی رات:

مسلمانوں کی دوسری بڑی عید عیدالاضحیٰ بھی اسی عشرہ کی دس تاریخ کو ہوتی ہے، بہت ہی اہتمام اور جوش وخروش کے ساتھ مسلمان عید مناتے ہیں، عید کا دن جہاں خوشی ومسرت کا دن ہوتا ہے، وہیں عید کی رات انعام واکرام کی رات ہوتی ہے اور اللہ تعالی کی خصوصی رحمت اور نوازش عید کی رات میں ہوتی ہے چاہے وہ عیدالفطر کی رات ہو یا عیدالاضحیٰ کی رات دونوں نہایت ہی اہمیت والی راتیں ہوتی ہیں اور انسانوں کے لیے سعادت کا ذریعہ ہوتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ جس شخص نے عیدین کی راتوں میں اللہ کی رضا اور ثواب کے حصول کی خاطر قیام کیا تو اس کا دل اس دن مردہ نہیں ہوگا جس دن لوگوں کے دل مردہ ہوجائیں گے۔ (ابن ماجہ: حدیث نمبر: 1772) لہذا عیدالاضحیٰ کی رات بھی نیکیوں کے کمانے اور اجر وثواب کو حاصل کرنے کی رات ہے اس کا بھی اہتمام کرنا چاہیے۔

آخری بات:

عشرہ ذی الحجہ بڑی ہی اہمیت اور عظمت والا عشرہ ہے، اس کی خصوصیت اور فضیلت احادیث میں بکثرت آئی ہیں، اور اسلام کے اہم ترین عبادات اس میں انجام دیئے جاتے ہیں، اس کی تعظیم اور احترام کرنا چاہیے اور عبادات وغیرہ کا اہتمام کرنا چاہیے، بالخصوص معاصی اور گناہوں کے کاموں اور نافرمانی والے اعمال سے بچنا ضروری ہے۔

Scanned with CamScanner

بچوں کی پرورش اور والدین کی ذمہ داریاں

امین ولیانی

انسانی زندگی کا خوبصورت ترین حصہ بچپن ہے۔ بچے پھولوں کی مانند ہوتے ہیں۔ وہ نرم وملائم ہوتے ہیں، بڑی احتیاط اور ذمہ داری کے ساتھ ان کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کے ساتھ محبت کی ایک بڑی ہی روشن مثال قائم کی۔ وہ اپنے نواسوں پر محبت نچھاور کیا کرتے تھے۔ ایک حدیثِ مبارکہ کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو بوسہ دیا۔ اس وقت آپ کے پاس اقرع بن حابس تمیمی بھی بیٹھے تھے وہ بولے: (یارسول اللہ!) میرے دس بیٹے ہیں، میں نے تو کبھی اُن میں سے کسی کو نہیں چوما۔ اِس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اُس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ (صحیح بخاری)

اگر والدین یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ وہ اپنی زندگی میں کس قدر کامیاب ہیں تو اس کا اندازہ وہ اپنے بچوں کو دیکھ کر ہی لگا سکتے ہیں۔ اگر بچے اخلاقی طور پر اچھے ہیں تو یہی والدین کی کامیابی ہے۔ یوں بچے کامیابی یا ناکامی پرکھنے کا حقیقی پیمانہ ہیں۔ اس لیے والدین کو اپنے گھروں کے اندر بہتر ماحول کی تشکیل کے ذریعے اپنے بچوں کو نیک کردار اور ادب وآداب کی تعلیم دینی چاہیے۔ بچوں کو اخلاق سکھانے کے لیے بلیک بورڈ، فلپ چارٹ یا ملٹی میڈیا کی ضرورت نہیں ہوتی؛ بلکہ والدین کے طور وطریقے، عادات، عوامل اور الفاظ بچوں کے اذہان پر دیرپا اثرات مرتب کرتے ہیں۔

گھر کا ماحول سب سے اہم ترین عنصر ہے جو بچے کی زندگی پر گہرا اثر مرتب کرتا ہے۔ ایک بچہ اپنی زندگی کے ابتدائی لمحات سے ہی اپنے والدین پر منحصر ہوتا ہے، جو اس کی ہر ایک ضرورت پوری کرتے ہیں۔ والدین بچوں کے پہلے معلمین ہوتے ہیں اور ان کے لیے رول ماڈل کا کردار ادا کرتے ہیں۔

زیادہ تر بچے خوش قسمت ہیں کہ جنہیں اپنے والدین کی محبت اور شفقت سے بھرپور مطلوبہ گھریلو ماحول ملتا ہے۔

تاہم اگر والدین کے باہمی تعلقات کسی وجہ سے تناؤ کا شکار ہیں تو ایسے میں سب سے زیادہ تکلیف ان کے بچے کو ہی اٹھانی پڑتی ہے۔ عام طور پر جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو والدین اپنی تمام تر سرگرمیاں ایک طرف رکھ دیتے ہیں اور ان کی اولین ترجیح اپنی اولاد ہوتی ہے۔ والدین کا باہمی پیار اور محبت، خیال اور تحفظ ہی بچے کے پھلنے پھولنے کا ضامن ہوتا ہے۔

ہم ٹیکنالوجی کے دور میں رہتے ہیں اور ٹیکنالوجی نے بچوں کی پرورش وتربیت سمیت زندگی کے ہر ایک شعبے میں اپنا حد سے زیادہ عمل دخل قائم کرلیا ہے۔ یوں والدین کے لیے بچے کی پرورش کی ذمہ داریاں پہلے کے مقابلے میں کئی گنا بڑھ گئی ہیں۔ انسان کا بچپن نونہالی، کنڈرگارٹن، پرائمری تعلیم، ٹین ایج وغیرہ جیسے مختلف مراحل پر مشتمل ہوتا ہے۔ ہر ایک مرحلے پر بچوں کی مختلف انداز میں دیکھ بھال اور پرورش درکار ہوتی ہے۔

نونہالی کے دنوں میں بچوں کو وبائی بیماریوں سے بچانا اور باقاعدگی کے ساتھ حفاظتی ٹیکے لگوانا ضروری ہوتا ہے۔ جب بچہ اسکول جانے کے لائق ہوجائے تو لازماً اسے آداب، اخلاقیات اور حسنِ عمل کی بنیادی تربیت فراہم کی جائے۔ والدین کو اپنے گھروں میں مذہبی اور روحانی ماحول تشکیل دینے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔ انہیں بدزبانی، لڑائی جھگڑے اور جھوٹ سے کنارہ کشی اختیار کرلینی چاہیے۔ بچوں کو کھیلنے کے لیے کون سا کھلونا دینا ہے، یہ فیصلہ کرتے ہوئے والدین کو کافی محتاط رہنا چاہیے۔

آج کل کئی بچے کھلونا گن یا اسلحے سے کھیلتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ بچوں کو اس قسم کے کھلونے نہ دیے جائیں کیونکہ یہ بچوں میں جارحانہ ذہنیت اور جنگی جنون کے رجحانات کو فروغ دیتے ہیں۔ ایسا بھی کہا جاتا ہے کہ کھلونا گن سے کھیلنے والے بچوں کے رویوں میں تحمل مزاجی کی کمی کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں۔ اسی طرح انہیں ایسی بیہودہ فلمیں یا ویڈیوز دیکھنے سے باز رکھنا چاہیے جن میں تشدد اور خون ریزی جیسے مناظر شامل ہوں۔ بچوں کو چند احتیاطی تدابیر کے ساتھ والدین کی زیرِ نگرانی سوشل میڈیا کا استعمال کرنے کی اجازت ہونی چاہیے۔

جب بچہ ٹین ایج کی عمر کو پہنچتا ہے تو والدین کی ذمہ داریوں میں بھی تبدیلی آجاتی ہے۔ اس عمر میں بچہ اسکول، محلے اور معاشرے میں دوستیاں قائم کرتا ہے۔ والدین کو چاہیے کہ وہ بچوں کی اس عمر میں ان کے دوست بن جائیں اور انہیں صحیح راستے کی رہنمائی کریں۔

والدین گھریلو کام کاج میں ہاتھ بٹانے اور روازنہ نماز ساتھ پڑھنے کے لیے بچوں کی حوصلہ افزائی کرسکتے ہیں۔ والدین کو پتہ ہو کہ ان کا بچہ کس قسم کے ہم عمر حلقے میں اٹھتا بیٹھتا ہے، بچے کی ہر دن کی سرگرمیوں پر بھی نظر رکھیں۔

ہمارے معاشرے میں بچوں پر تشدد کے بڑھتے واقعات کے پیش نظر ضروری ہے کہ بچوں کو بڑی احتیاط کے ساتھ اس خطرے کے بارے میں آگاہی فراہم کی جائے۔

ایک سنہری کہاوت ہے کہ نونہالوں سے پیار کیا جاتا ہے، اسکول جانے والے بچوں پر نظر رکھی جاتی ہے اور ٹین ایجر بچوں کے ساتھ دوستوں جیسا سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ مختصراً یہ کہ، اولاد رحمت ہے، ان کا لازمی طور پر تحفظ کیا جانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں کہ، 'اے ایمان والوتم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔' (سورۂ تحریم:6)

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۱۱۶/۲۴۱۴۶/۱۴۴۲ھ

نرگس جہاں بنت محمد شمیم انصاری، مقام رگھوناتھ پور مٹھیا، ڈاکخانہ سیدآباد، پٹنہ۔۔۔۔۔ فریق اول

بنام

محمد حامد انصاری ولد عبدالقیوم، مقام گووند پور، ڈاکخانہ دیتانہ ضلع پٹنہ۔۔۔۔۔۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف مرکزی دار القضاء پھلواری شریف پٹنہ میں ایک عرصہ سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فورا اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ ساعت ا/محرم الحرام ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۰/ اگست ۲۰۲۱ء روز منگل بوقت ۹/ بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۴۴/۵۶۵/۱۴۴۲ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ ڈہری اون سون روہتاس)

شمسن خاتون بنت محمد شفیق، مقام ادے گنج، ڈاکخانہ امبا ضلع اورنگ آباد۔۔۔ فریق اول

بنام

شمس عالم ولد زاہد حسین مقام بسٹر یہاں ڈاکخانہ ہری ہرگنج ضلع اورنگ آباد۔۔۔۔۔۔۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ جامعہ فلاح الدارین ڈہری اون سون روہتاس میں غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فورا اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ ساعت ۷/محرم الحرام ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۶/ اگست ۲۰۲۱ء روز سوموار بوقت ۹/ بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۱۴۳/۲۹۱۰/۱۴۴۲ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ انجمن اسلامیہ کشن گنج)

منارہ خاتون بنت انیس الرحمٰن مقام قمر منی ڈاکخانہ گاچھپاڑا، کشن گنج۔۔۔ فریق اول

بنام

مطیع الرحمٰن ولد امیر علی مقام چھاٹ اِلا جان ڈاکخانہ اکھڑاہاٹ ضلع کوچ بہار۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ انجمن اسلامیہ کشن گنج میں عرصہ ایک سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فورا اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ ساعت ۲۹/ذی الحجہ ۱۴۴۲ھ مطابق ۹/اگست ۲۰۲۱ء روز سوموار بوقت ۹/ بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۲۳/۴/۱۱۱۷/۱۴۴۲ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ سوپول، بیرول دربھنگہ)

شاہدہ خاتون بنت محمد شفیق مقام روپس پور ڈاکخانہ دھمسائن، دربھنگہ۔۔۔ فریق اول

بنام

محمد جاوید ولد محمد عالم گیر مقام علی نگر ڈاکخانہ علی نگر ضلع دربھنگہ۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ سوپول بیرول دربھنگہ میں عرصہ ۴/سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فورا اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ ساعت ۲۹/ذی الحجہ ۱۴۴۲ھ مطابق ۹/ اگست ۲۰۲۱ء روز سوموار بوقت ۹/ بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۲۵۸/۲۴۲۸۶/۱۴۴۲ھ

ریحانہ خاتون بنت محمد اسلام خلیفہ مرحوم مقام وڈاکخانہ ترارداؤدنگر ضلع اورنگ آباد۔۔۔۔۔ فریق اول

بنام

محمد نسیم ولد محمد شفیق مرحوم مقام سبزی باغ پیر بہور ضلع پٹنہ۔۔۔۔۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں عرصہ ساڑھے تین سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فورا اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ ساعت ۲۸/ذی الحجہ ۱۴۴۲ھ مطابق ۸/ اگست ۲۰۲۱ء روز اتوار بوقت ۹/ بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

Scanned with CamScanner

طب وسائنس

فالج کے وجوہات

ڈاکٹر طلحہ عباس

فالج کا تعلق دماغ کی مختلف بیماریوں سے ہے۔ دراصل دماغ ہی انسانی جسم کی حرکات کو کنٹرول کرتا ہے۔ دماغ کو 4 بڑے حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ان میں سے جو سامنے والا حصہ ہوتا ہے جسے Frontal lobe کہتے ہیں اس کے حصے کے سب سے پچھلے حصے کو Motor Cortex کہتے ہیں۔ یہ سر کے اوپر سے شروع ہوکر آگے کی طرف بڑھتا ہے اور کان کے تھوڑا سا آگے تک آ کر ختم ہو جاتا ہے۔ یہ ایک پٹی کی صورت میں ہوتا ہے اور اس پر انسانی جسم کے اعضاء کی ترتیب الٹی ہوتی ہے مثلاً وہ حصہ جو چہرے کے پٹھوں کو کنٹرول کرتا ہے سب سے نیچے یعنی کان کے پاس ہوتا ہے اور ٹانگیں اور پاؤں کو کنٹرول کرنے والا حصہ، اوپر کی طرف ہوتا ہے۔ دائیں طرف سے جسم کے بائیں حصے کو کنٹرول ہوتا ہے اور بائیں طرف سے دائیں طرف والا جسم کنٹرول ہوتا ہے۔

کوئی بھی بیماری جو دماغ کے اس حصے پر اثر انداز ہوتی ہے، فالج کر سکتی ہے۔اس میں دماغ کی شریان بند ہوجانا یا پھٹ جانا سب سے عام وجوہات ہیں۔ دماغ آکسیجن کی کمی کو بہت تھوڑی دیر کے لئے برداشت کرسکتا ہے۔خون کی نالیاں پھیپھڑوں سے آکسیجن جذب کر کے ایک یا دو سیکنڈ میں دماغ کو پہنچا دیتی ہیں۔اگر یہ رسد ایک یا دو منٹ کے لئے بھی بند ہوجائے تو دماغ کو شدید ناقابل تلافی نقصان پہنچ سکتا ہے۔بعض اوقات لوگ یہ شکوہ کرتے نظر آتے ہیں کہ صبح وضو کے لئے اٹھا تو پاؤں یا ہاتھ نہیں ہل رہا تھا پھر تھوڑی دیر کے بعد ٹھیک ہوگیا۔ یہ فالج کی ابتدائی علامت ہے اور یہ اس لئے بہت اہم ہے کہ ایسے افراد میں Stroke اور مکمل فالج ہونے کے امکانات عام آدمیوں سے تقریباً 25% زیادہ ہوجاتے ہیں اور یہی وہ وقت ہوتا ہے کہ جب مکمل فالج کو روکا جا سکتا ہے۔مکمل فالج سے میری مراد یہ ہے کہ جب جسم کا آدھا حصہ مکمل طور پر ناکارہ ہوجاتا ہے اور اگر دائیں جانب زیر اثر ہو تو انسان بولنے کی طاقت کھو دیتا ہے؛ کیونکہ بولنے کی طاقت دائیں دماغ میں بائیں جانب ہوتی ہے۔

ایسے افراد جن کا ہاتھ یا پاؤں یا زبان تھوڑی دیر کے لئے کام کرنا چھوڑ دے، انہیں فوری طور پر ڈاکٹر سے رجوع کرنا چاہئے۔سی ٹی اسکین کروانے کے بعد انہیں خون پتلا کرنے والی ادویات دی جاتی ہیں۔اس کے بعد وجہ معلوم کی جاتی ہے۔عام طور پر وجہ دل میں گلے کی نالیوں یا دماغ کی خون کی شریانوں میں ہوتی ہے۔خون پتلا کرنے والی ادویات بقیہ عمر کھانی پڑتی ہیں کیونکہ اگر ایک دفعہ خون گاڑھا ہو یا خون میں کلاٹ بنیں تو دوبارہ فالج بننے کا خطرہ ساری عمر رہتا ہے۔

فالج کی وجہ خون بند ہوجانا ہی نہیں، دماغ میں شریان پھٹ جانا بھی ہے۔اس صورت میں سر میں بہت سخت درد ہوتا ہے۔مریض بے ہوش ہوجاتا ہے اور اسی دوران موت بھی واقع ہوسکتی ہے۔شریان پھٹنے کے بعد فالج بہت جلد ہوجاتا ہے۔جب کہ شریان بند ہونے کے چند گھنٹے بعد ہی فالج ظاہر ہوتا ہے۔سی ٹی سکین کروانا اس لئے بھی ضروری ہے کہ پتا چلے کہ دماغ کی شریان پھٹی ہے یا بند ہوئی ہے۔اگر تو شریان بند ہو تو خون پتلا کرنے والی ادویات انتہائی ضروری ہیں اور اگر شریان پھٹ گئی ہے تو خون پتلا کرنے والی ادویات جان لیوا ثابت ہوسکتی ہیں۔

اگر فالج چند دنوں سے چند مہینوں میں آہستہ آہستہ بڑھ رہا ہو تو اس کی وجہ دماغ کا انفکیشن یا دماغ کی رسولی ہوسکتی ہے۔بروقت تشخیص اور علاج سے کسی حد تک فالج پر قابو پایا جا سکتا ہے۔اگر ایک دفعہ فالج ہو چکا ہے تو اس کا علاج خون پتلا کرنے والی ادویات اور ورزشیں ہی ہیں۔بعض افراد خوراک خود نہیں کھا سکتے۔اس لئے انہیں ناک کی نالی ڈلوانا پڑتی ہے۔اگر سانس بند ہو رہا ہو یا کھانسی کرنے کی طاقت ختم ہوجائے تو گلے کی نالی لگانے کی ضرورت پڑتی ہے۔

ورزش پر خصوصی دھیان دینا پڑتا ہے۔عموماً فالج زدہ افراد چلنا پھرنا شروع کر دیتے ہیں اور مکمل نہیں تو جزوی طور پر اپنے آپ کو سنبھالنا شروع کر دیتے ہیں۔اگر ان کی پہلے دن سے ورزش شروع نہ کی جائے تو حرکت نہ ہونے کی وجہ سے ہاتھ پاؤں میں درد شروع ہوجاتا ہے اور آخر کار بالکل ناکارہ ہوجاتے ہیں اور ایسے ہاتھوں اور پاؤں سے درد کبھی نہیں جاتا۔

جہاں تک فالج کے بچاؤ کا تعلق ہے تو اس میں تقریباً وہی احتیاطیں ہیں جو دل کے دورے کے لئے ہیں۔ورزش، متوازن خوراک، جس میں چکنائی کم سے کم ہو۔سگریٹ نوشی سے پرہیز بہت ضروری ہے۔عام طور پر ان افراد میں جن کی فیملی میں یہ امراض ہوں، انہیں باقاعدہ چیک اپ کروانا چاہئے۔فالج زدہ مردوں کا ہر طرح معاون ہونا چاہیے۔

مثانے کی کمزوری

ایسے افراد جنہیں بار بار پیشاب کی حاجت یا پیشاب کرنے کے بعد بھی قطروں کا نکلتے رہنے اور رات سوتے وقت بار بار اٹھنے سے نیند کی خرابی کا سامنا ہو وہ سمجھ لیں کہ انہیں مثانے کی کمزوری کا مرض لاحق ہے۔مثانے کی کمزوری کے بہت سے اسباب ہوسکتے ہیں، ان میں پیشاب کی حاجت پر ٹائلٹ نہ جانا، سرد تاثیر کی غذائیں بکثرت استعمال کرنا، نیکوٹین اور کیفین کے حامل مشروبات جیسے چائے، کافی، سگریٹ، کولڈ ڈرنکس وغیرہ کا زیادہ استعمال کرنا، مثانے کی پٹھے کمزور ہونا اور میٹابولزم کی خرابی کے ساتھ ساتھ دائمی قبض ہونا بھی اس مرض کا باعث بن سکتا ہے۔مثانے کی کمزوری میں مبتلا افراد کو سب سے پہلے چائے، کافی، سگریٹ، کولڈ ڈرنکس اور سفید چینی کا استعمال حتی المقدور کم کر دینا چاہیے۔

زیادہ تر مشاہدے میں آیا ہے کہ تیز پتی اور تیز میٹھے والی چائے کی زیادتی سے بھی مثانے کی کمزوری کے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔لہذا مندرجہ بالا بیان کردہ مثانے کی کمزوری کے اسباب کو تلاش کریں اور انہیں دور کرنے کی کوشش کریں۔بطورِ گھریلو علاج صندل پاؤڈر آدھی چمچی، زیرہ سفید ایک چمچی اور مغز بادام دو چمچ سفوف بنالیں۔صبح اور شام ایک پاؤ دہی میں ایک کھانے والا چمچ ڈالیں اور لسی بنا کر پی لیا کریں۔موسم کی مناسبت سے اپنے غذائی معمولات ترتیب دیتے ہوئے برف کی مصنوعات، ٹھنڈے پانی اور سفید چینی کے استعمال سے مکمل پرہیز کریں۔

ہفتۂ رفتہ — **راشد العزیری ندوی**

تسہیل القرآن کی تقریب رونمائی

۲۷/جون ۲۰۲۱ء کو مولانا ڈاکٹر ابوالکلام قاسمی شمسی کے ترجمہ قرآن تسہیل القرآن کی تقریب رونمائی مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ کے پرنسپل روم میں ہوئی، تقریب کی صدارت مدرسہ کے پرنسپل مولانا مشہود احمد ندوی قادری نے کی، پروگرام میں نامور علماء دین اور دانشوران شریک ہوئے، اس موقع سے نائب ناظم امارت شرعیہ مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب صدر اردو کارواں نے فرمایا کہ ترجمہ قرآن کا کام صلاحیت کا امتحان بھی ہے اور کار سعادت بھی، انہوں نے فرمایا کہ دنیا کی کسی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ ممکن نہیں ہے، مولانا عبدالماجد دریا آبادی نے لکھا ہے کہ ''الکتاب'' میں جو وسعت اور جامعیت ہے اس کا ترجمہ ہم نہیں کر سکتے، سارے لوگ ترجمانی کرتے ہیں، اللہ کا شکر ہے کہ مولانا ڈاکٹر ابوالکلام قاسمی شمسی نے اچھی ترجمانی کی ہے، ترجمہ سہل بھی ہے اور مربوط بھی اور اب ہم لوگوں کو ان کی تفسیر کا انتظار ہے، نائب ناظم نے کہا کہ بہار کے مترجمین مفسرین پر بھی تحقیقی کام ہونا چاہیے، تقریب کی نظامت مولانا نور السلام ندوی نے کی، انہوں نے اپنی تمہیدی گفتگو میں ہندوستان میں ترجمہ قرآن اور اس کے بدلتے ہوئے اسلوب پر روشنی ڈالی، کلیدی خطاب صدر مجلس مولانا مشہود احمد ندوی قادری کا ہوا، ان کے علاوہ مولانا طارق شفیق ندوی، مولانا انیس الرحمٰن قاسمی، ڈاکٹر ریحان غنی، مولانا محمد عالم قاسمی، امتیاز احمد کریمی، ڈاکٹر اسلم جاوداں، مولانا صدر عالم ندوی، مولانا محمد اسلم قاسمی وغیرہ نے بھی خطاب کیا۔

علی گڈھ مسلم یونیورسیٹی کا عالمی ویبینار

علی گڈھ مسلم یونیورسیٹی علی گدھ شعبہ دینیات نے اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے اشتراک سے ۲۶، ۲۷/جون ۲۰۲۱ء کو ''آسمانی کتب اور دیگر مذہبی کتابیں۔تاریخ وتعارف'' کے عنوان سے دو روزہ عالمی ویبیار کا انعقاد کیا، جس میں سات ملکوں سے مقالہ نگاروں نے شرکت کی اور پچاس سے زائد مقالات پڑھے گئے، پروگرام کا اختتامی اجلاس ڈاکٹر مولانا سعود عالم قاسمی ڈین فیکلٹی شعبہ دینیات کی صدارت میں منعقد ہوا، نائب ناظم امارت شرعیہ مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نے بحیثیت مہمان اعزازی ویبنار میں شرکت کی، انہوں نے اپنے خطاب میں اس بات پر زور دیا کہ مذاہب سامی ہوں یا غیر سامی، ان کی کتابوں کا مطالعہ ان کے معتقدات اور اصول ونظریات کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے، ہمارے یہاں مذاہب کے حوالہ سے گفتگو دوسرے اور تیسرے نمبر کے ماخذ سے کی جاتی ہے، جو صحیح نہیں ہے، نائب ناظم صاحب نے اس بات پر زور دیا کہ تکثیری سماج اور سیکولر تعلیمی نظام میں کرنے کا ایک کام یہ بھی ہے کہ ہر مذہب کی جو اخلاقی تعلیمات اور اعلیٰ اقدار ہیں، ان پر مشتمل ایک نصابی کتاب تیار کی جائے اور اسے تعلیمی اداروں میں باقاعدہ پڑھایا جائے، اس سے دیگر مذاہب کے پیشوا اور ان کی کتابوں کے سلسلے میں رواداری کا مزاج پیدا ہوگا، اور نفرت کے ماحول کو ختم کرنے میں مدد ملے گی، مفتی صاحب نے فرمایا کہ اس معاملہ میں قرآنی تعلیم ہے کہ کسی کے معبود کو بُرا بھلا نہ کہا جائے، یہ بہت بنیادی چیز ہے، افسوس ہے کہ دوسرے مذاہب والے اس کا خیال نہیں رکھتے، جس کا اندازہ دوسرے مذاہب خصوصا ہندتوا کے علم برداروں کے ویڈیو کلپ کو دیکھ کر ہوتا ہے، مفتی صاحب نے اس اہم عالمی ویبنار کے انعقاد پر ڈاکٹر سعود عالم قاسمی اور مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کو مبارکباد پیش کی۔

بہار میں پنچایت انتخابات کا اگست ماہ میں امکان

بہار میں پنچایتی انتخابات کورونا وائرس کے بڑھتے کیسز کی وجہ سے ملتوی کر دیئے گئے تھے، لیکن اب ایسا لگتا ہے کہ حکومت نے انتخابات کرانے کے لئے ہری جھنڈی دکھا دی ہے۔ذرائع سے موصول خبر کے مطابق یہ انتخابات اگست کے آخری ہفتے سے ستمبر اکتوبر میں ہوسکتے ہیں، ایسی اطلاعات بھی سامنے آرہی ہیں کہ الیکشن کمیشن نے ان انتخابات کو 10 مرحلوں میں کروانے کا عندیہ دیا ہے۔ادھر الیکشن کمیشن نے الیکشن سے متعلق تیاریوں کا آغاز کر دیا ہے۔معلومات کے مطابق ریاستی الیکشن کمیشن نے مختلف اضلاع میں سیلاب کی صورتحال کے بارے میں ریاستی آفات سے نمٹنے کے محکمہ سے تفصیلی رپورٹ طلب کی ہے۔بتایا جارہا ہے کہ سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں انتخابات کے لئے حکمت عملی تیار کی جارہی ہے۔ادھر ریاستی الیکشن کمیشن نے انتخابات کے لئے ای وی ایم کی نقل وحرکت کے لئے ایک منصوبہ تیار کیا ہے۔انتخابی شیڈول اس طرح تیار کیا جارہا ہے کہ ای وی ایم کا ایک سیٹ پانچ مرحلوں میں استعمال کیا جاسکے۔ووٹنگ کے اگلے مرحلے میں ای وی ایم کے ایک سیٹ کے استعمال کے درمیان تقریباً 13-15 دن کا وقت دیا جائے گا۔ریاست میں پنچایتی انتخابات کے لئے لگ بھگ ایک لاکھ 14 ہزار بوتھ پر ووٹ ڈالے جائیں گے۔

تمام صوبے 31 جولائی تک 'ون نیشن، ون راشن کارڈ' اسکیم کو نافذ کریں

سپریم کورٹ نے مہاجر مزدوروں کے بارے میں ایک بڑا حکم دیتے ہوئے کہا ہے کہ تمام صوبے جولائی 2021 تک ''ایک نیشن، ایک راشن کارڈ'' اسکیم کو نافذ کریں۔اس کے ساتھ ہی مرکز کو ریاستوں کو اضافی غذائی اجزاء مختص کرنے کی ہدایت کرتے ہوئے یہ بھی کہا ہے کہ تمام ریاستیں مہاجر مزدوروں کو راشن کی تقسیم کے لئے اسکیم لائیں۔ریاستوں کو وبائی مرض کے خاتمے تک مہاجر مزدوروں کے لئے کمیونٹی کچن چلانا چاہیے۔حکم میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ مرکزی حکومت اور ریاستی حکومتوں کو غیر منظم شعبوں میں شامل تمام مہاجر مزدوروں کی رجسٹریشن 31 جولائی 2021 تک مکمل کرنی چاہئے۔سپریم کورٹ نے کہا ہے کہ ریاستیں یونین اور مزدوروں کے رجسٹریشن کو یقینی بنائیں۔عدالت عظمی نے مہاجر مزدوروں کے بارے میں مرکز پر سخت تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ وزارت محنت وروزگار کی طرف سے غیر منظم مزدوروں کا ڈیٹا تیار کرنے میں تاخیر کے لئے کی گئی لاپرواہ رویہ معاف نہیں کیا جاسکتا۔

Volume:61/71,Issue:27 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

سچ کہنے کا اگر شوق ہے
تنہا چلنے کا بھی حوصلہ رکھنا
(نامعلوم)

تفریح گاہیں کھل گئیں، عبادت گاہیں کب تک؟

وسیم احمد

ملک کی چند ریاستوں میں کچھ سہولتوں کے ساتھ بازاروں کو کھولنے کی اجازت دے دی گئی ہے، البتہ یہ نرمی عبادت گاہوں کے حصے میں نہیں آئی، جس سے عقیدت مندوں میں بڑی مایوسی پیدا ہوئی ہے، حالانکہ توقع کی جارہی تھی کہ کچھ شرطوں کے ساتھ عبادت گاہیں کھولنے کی اجازت ملے گی، مگر ایسا نہیں ہوا، متعدد سیاسی، سماجی اور ملی قائدین نے اس کے لئے حکومت سے گزارش بھی کی تھی، دہلی کے علماء کی جانب سے وزیر اعلیٰ دہلی کو ایک مکتوب بھی لکھا گیا تھا جس میں عبادت گاہوں کو کھولنے کی گزارش کی گئی تھی اور لکھا گیا تھا کہ وہ عبادت کرنے والوں کو عبادت گاہوں میں جانے کی اجازت دیں، البتہ حالات کے پیش نظر سماجی فاصلے، حفظان صحت سے متعلق اصولوں پر عمل پیرا ہونے جیسے احتیاطی تدابیر کو لازمی قرار دیا جائے، ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی ذکر کیا تھا کہ ہم چاہتے ہیں اس سلسلے میں مذہبی مقامات پر چلنے والے ٹرسٹوں کے متعلقہ مذہبی سربراہاں، انتظامیہ اور بورڈ کے ساتھ باضابطہ طور پر مشاورت کی جائے اور اس کے بعد لازمی رہنمائیوں کے ساتھ اجازت دے دی جائے، جہاں تک مساجد کھولنے کا تعلق ہے تو ہم مسلم کمیونٹی سے اپیل کریں گے کہ وہ سماجی فاصلاتی پروٹوکول، ماسک پہننے وغیرہ کا اہتمام کریں، یہ امراض سے بچاؤ کے لئے حفظ ماتقدم کے تحت مناسب ہیں۔ علماء کا یہ مشورہ بروقت اور مناسب تھا، حکومت لازمی احتیاطی تدبیروں کے ساتھ عبادت گاہوں کے لئے بھی کچھ رعایتیں دے سکتی تھی، مگر حکومت نے اس مکتوب پر کوئی توجہ نہیں دی جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج دہلی کے بیشتر مساجد سجدوں سے خالی ہیں، اس صورت حال پر جامع مسجد دہلی کے شاہی امام سید احمد بخاری نے حکومت کو خبردار کیا ہے کہ عبادت گاہیں جلد نہ کھولی گئیں تو عوام کا غصہ پھوٹ پڑے گا، دہلی کی حکومت نے صرف اپنے فائدے کو دیکھا اور عوام کے جذبات کو بالکل نظر انداز کر دیا، جہاں سے حکومت کو آمدنی ہونی تھی، شراب خانے کھولنے کا اعلان کر دیا اور جو لوگوں کی عقیدت سے جڑی چیزیں ہیں ان پر بالکل دھیان نہیں دیا، جامع مسجد میں کبھی بڑی جماعت ہوتی تھی مگر آج پوری مسجد خالی پڑی ہوئی ہے، انہوں نے کہا کہ دہلی حکومت مساجد، مندر اور گرودواروں کو جلد از جلد کھولنے کا فیصلہ لے''۔

یقیناً حکومت کے مذکورہ فیصلے میں سماجی ضرورتوں کا خیال رکھا گیا ہے اور اسی لئے ان تمام امور کی اجازت دی گئی ہے جو ایک عام زندگی میں ضروری اور لازمی ہوتے ہیں، مگر سماجی زندگی کے ماسوا بھی ایک اہم ضرورت ہے جس پر دھیان دینے کی اشد ضرورت ہے، وہ ضرورت ہے روحانی۔ جب انسان اندر سے تڑپتا ہے، بے چین ہوتا ہے اور بے بسی محسوس کرتا ہے تو ایسے وقت میں یکسوئیت اور مالک حقیقی سے راز و نیاز کی باتیں کرنے میں راحت محسوس کرتا ہے، یہ راحت عبادت گاہوں کے نورانی ماحول میں میسر ہوتا ہے، لہذا انہیں بھی کچھ گائڈ لائنس کے ساتھ کھولنے کی اجازت دی جانی چاہئے۔ خاص طور پر مساجد جہاں ایک مخصوص انداز میں عبادت کی جاتی ہے اور سماجی فاصلے پر عمل بھی آسانی کے ساتھ کیا جاسکتا ہے، ماسک و دیگر شرائط پر بھی عمل میں کوئی دشواری نہیں ہے، یہاں نمازی کچھ دیر کے لئے مخصوص اوقات میں آتے ہیں اور پھر اپنے گھروں کو لوٹ جاتے ہیں، لہذا یہاں اجازت دینے سے کسی بھی طرح کے خطرے کا امکان نہ کے برابر ہے۔ ویسے بھی کورونا سے پھیلنے والی ہلاکت کے بعد عوام میں بڑی حد تک بیداری آئی ہے، اور عوام اجتماعات میں شرکت سے گریز کر رہے ہیں، یہاں تک کہ ہاتھ ملانے، بغل گیر ہونے، یا کسی بھی طرح کے لمس سے بچتے ہیں، گرجا گھروں، مندروں، مساجد اور دیگر مذاہب کی عبادت گاہوں میں عبادت کرنے کے روایتی طریقوں اور مذہبی رسومات کو تبدیل کر دیا گیا ہے، اس کی مثال عید کی نماز میں مساجد میں فاصلے کا اہتمام کرنے سے لگایا جاسکتا ہے۔ اگر مساجد کو کھلی رکھی جائے تو ائمہ کرام عوام کو جمعہ کے خطبات میں کورونا سے بچاؤ کے طریقے سے آگاہ کرتے رہیں گے اور اس طرح ان میں بیداری برقرار رہے گی۔

لہذا اس سچائی کو مان لینا چاہئے کہ عبادت گاہوں کا بند کرنا کورونا وائرس کا حل نہیں ہے، بلکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ عبادت توبہ و استغفار اور دعاؤں کے ذریعہ خدا سے اس وبا سے نجات طلب کی جائے اور یہ تب ہی ممکن ہوگا جب عبادت گاہوں میں جانے کی اجازت دی جائے اور عقیدت مندوں کو اپنے رب سے راز و نیاز کرنے کا موقع دیا جائے، نیز لوگ بالخصوص جمعہ کے دن جمع ہوں تو ائمہ کرام انہیں کورونا کی ہلاکت خیزی اور احتیاطی تدابیر کے بارے میں بتلاسکیں۔ یہ سب تبھی ممکن ہے جب مساجد کو کھولنے کی اجازت دی جائے۔

قانون مجرم کی پشت پناہی کے لئے یا سزا کے لئے؟

میم جیم الف

کتابوں میں قانون کی تعریف Law is nothing hut common sense کے الفاظ سے کی گئی ہے، جس کا مطلب ہے کہ قانون عقل سلیم کے علاوہ کچھ نہیں، قانون کا تعلق ایک سے زائد افراد سے ہوتا ہے، اس لئے ان تمام افراد کے عمومی رجحانات کو سامنے رکھتے ہوئے قانون ایسا بنایا جاتا ہے، جس سے کسی کو کوئی تکلیف نہ ہو اور عقل میں آسکے، اگر کسی کو تکلیف ہو یا عقل میں نہ آسکے تو اس کا صاف مطلب ہے کہ قانون میں جھول ہے، اس پر پھر سے غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے، اس وقت بات اس پر نہیں، بلکہ اس پر کرنی ہے کہ قانون کیا ہوتا ہے اور اس کا مقصد کیا ہے؟

یہ دراصل اجتماعی اصولوں پر مشتمل ایک ایسا نظام ہوتا ہے جو ملکی سطح پر حکومت کی جانب سے سماج اور معاشرہ کو منظّم اور مربوط کرنے کے لئے نافذ کیا جاتا ہے اور اس کے لئے جب جتنی ضرورت پڑے، طاقت کو بھی بروئے کار لایا جاتا ہے۔

قانون کی حقیقت اور اس کا مقصد تو یہ ہے، لیکن آج کے دور میں حکومتیں چوں کہ عموماً غیر منصف ہوتی ہیں، اپنے خلاف سننا پسند نہیں کرتیں؛ بلکہ حق بات ہی کو سننے سے وہ انکار کرتی ہیں جس کی وجہ سے وہ قانون بھی ایسے بنانے کی کوشش کرتی ہیں، جو یا تو عقل سلیم کے خلاف ہوتے ہیں یا پھر جن کی وجہ سے بہت سارے افراد کو تکلیف ہوتی ہے۔

کچھ ہی ایام قبل کی بات ہے کہ ہمارے ملک میں Live in relationship کے جواز پر قانونی مہر لگادی گئی، امریکہ، فرانس، برطانیہ، چین وغیرہ جیسے ممالک میں، جن کا دعویٰ ہے کہ وہ امن کے علم بردار ہیں، سیکولر ذہنیت کے حامل ہیں، وہاں مختلف اوقات میں متعدد ایسے قانون بنائے جاتے رہے ہیں، جن کی وجہ سے فسادات بھی پھوٹ پڑے ہیں، سعودی عرب میں متعدد ایسے قانون بنائے گئے ہیں جو نہ صرف یہ کہ عقل سلیم کے خلاف ہیں، بلکہ شریعت بھی ان کی اجازت نہیں دیتی۔

حکومتوں کی یہ حرکتیں اپنے مفادات کو سامنے رکھتے ہوئے ہوتی ہیں، اگر حکومتیں منصف مزاج ہوں تو پھر ایسی حرکتیں ان سے سرزد نہیں ہوں گی؛ لیکن ظاہر ہے کہ آج کے دور میں اس کی تلاش ایسے ہی ہے، جیسے جنگل میں سانپ کی منی تلاش کی جائے، نتیجہ ظاہر ہے کہ ملک انارکی کا شکار ہو جاتا ہے، قانون تو ہوتا ہے؛ لیکن قانون کے نام پر کہیں ظلم و زیادتی کی جاتی ہے اور کہیں قانون کی دھجیاں بھی اڑائی جاتی ہیں، قانون ہمیشہ ایسا ہونا چاہئے، جو ملک میں رہنے والے کسی فرد کے لئے ناممکن العمل نہ ہو، ایسا قانون بنانے کے لئے دماغ سوزی کی ضرورت پڑے گی اور اس کے ساتھ ایسے انسان کا ہونا بھی ضروری ہے، جو معتدل مزاج ہو، تب جا کر ایسا قانون بن سکتا ہے۔

پھر جب ایسا قانون بن جائے تو اس کو نافذ کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، اس قانون کے دائرہ میں پھر تمام افراد کو لانا چاہئے، ایسا نہ ہو کہ آپ کی پارٹی والے تو اس قانون کی گرفت میں نہ آئیں اور دیگر پارٹی کے لوگوں کو زبردستی اس قانون کے تحت گرفتار کیا جائے، اگر ایسا ہونے لگے تو ملک سلامت روی کا اللہ ہی حافظ ہے۔

ہمارے ملک بھارت میں کئی ایسے قانون بنے، جس کی وجہ سے بہت سارے افراد کو سڑکوں پر اترنا پڑا۔ مطلقہ کا نکاح ثانی نان و نفقہ تین طلاق، سی اے اے وغیرہ اور زرعی قوانین کے سلسلہ میں تو آج بھی لوگ سڑکوں پر بیٹھے ہوئے ہیں، ان احتجاجات سے یہ واضح ہے کہ یہ قوانین ایسے ہیں، جن میں صرف اور صرف حکومت نے اپنے مفادات کو سامنے رکھا ہے، اگر لوگوں کے مفادات کو سامنے رکھا جاتا تو پھر لوگوں کے لحاظ سے ایسے قوانین بنائے جاتے، جس کی وجہ سے سڑکوں پر لوگوں کو آنے کی ضرورت نہیں پڑتی، ایک طرف یہ حال ہے ہماری حکومت کا۔

دوسری طرف قانون کی دھجیاں اڑائی جارہی ہیں اور حکومت ان کے خلاف کچھ بھی نہیں کر رہی ہے، ۲۰۱۴ میں محسن شیخ کی لنچنگ ہوئی، پھر تو ایک سلسلہ چل پڑا، جو آج بھی رکنے کا نام نہیں لے رہا ہے، اس کی وجہ ظاہر ہے کہ براہ راست حکومت ہے اور سوال اسی سے ہوگا؛ کیوں کہ اس کے پاس طاقت ہے، اس کے پاس پولیس ہے، وہ روکنا چاہے تو فوراً روکا جاسکتا ہے، لیکن افسوس! حکومت یا تو جان بوجھ کر اپنے فائدہ کو سامنے رکھتے ہوئے مجرموں کو چھوٹ دے رہی ہے یا پھر حکومت جس طرح تمام شعبوں میں ناکام ہے، اسی طرح لاء اینڈ آرڈر کے شعبہ میں بھی ناکام ہے، خواہ وہ اس کا اعتراف کرے یا نہ کرے لیکن واقعات اس ناکامی کی گواہی دے رہے ہیں۔ (بقیہ صفحہ ۱۰ پر)

WEEK ENDING-05/07/2021, Fax : 0612-2555280, Phone:2555351,2555014,2555668, E-mail : naqueeb.imarat@gmail.com, Web. www.imaratshariah.com,

Print & Design by : Azimabad Printers, Patna-06 # 9473371988

Scanned with CamScanner